بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

بھائی، فی الحال یہ آرٹیکل پیش کر رہا ہوں ۔ جو کہ مفتی کفایت اللہ نے لکھا ہے، یہ صاحب پہلے جماعت المسلمین میں شامل ہوئے تھے۔ لیکن پھر وہاں سے نکل کر دوبارہ سے جماعت اہلحدیث میں شامل ہو گئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ٹھنڈے دل سے بغیر تعصب کے یہ آرٹیکل پڑھیئے، اس میں تقریباً سارے ہی دلائل کا جواب موجود ہے۔ یہ پڑھ لیجئے تو پھر انشاء اللہ بات چیت کریں گے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

محمد شاکر

مسعود احمد بی ایس سی کی
جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ

یہ دور فتنوں کا دور ہے۔ نئے نئے فتنے سامنے آرہے ہیں۔ان میں سے ایک فتنہ مسعود احمد بی۔ایس۔سی کراچی والے کی بنائی ہوئی جماعت المسلمین ہے۔

مسعود احمد صاحب کا دعویٰ ہے کہ جماعت المسلمین اللہ کی بنائی ہوئی جماعت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جماعت المسلمین تھی۔ نیز مسعود احمد صاحب اپنے اور اپنی جماعت کے سوا ہر ایک کو مشرک اور باطل کہتے ہیں۔

اس مضمون میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ کیا مسعود صاحب کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں۔؟

واضح رہے کہ راقم پہلے خود بھی جماعت المسلمین میں شامل تھا۔اور مسعود صاحب نے مجھے ضلع سرگودھا کی جماعت المسلمین کا امیر مقرر کیا تھا۔مضمون کے آخر پر جماعت المسلمین کو چھوڑنے کا واقعہ بھی لکھوں گا۔ان شاء اللہ

مسعود صاحب اپنے حق میں جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ان میں ایک وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں اس خوف سے کہ کہیں شر میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جاہلیت میں مبتلا تھے اور

برائیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرف کیا۔ اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں''۔

میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' لیکن اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے پوچھا کدورت کیا ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقہ کی بجائے دوسرے طریقوں کی طرف راہنمائی کریں گے۔ تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو برا سمجھو گے۔

میں نے کہا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے، جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے۔

میں نے کہا، اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی صفت ہم سے بیان فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے (یعنی بظاہر اہل اسلام ہوں گے اور اسلام کی باتیں کریں گے) میں نے پوچھا، اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو مجھے آپ کس بات کا حکم دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تلزم جماعته المسلمین و امامهم

مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کو چمٹ کر رہنا۔

(حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے) میں نے پوچھا اور اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو تو

(پھر کیا کروں)۔رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

فاعتزل تلک الفرق کلھا

(اس صورت میں) ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں۔حتیٰ کہ تجھے اسی حال میں موت آجائے۔

[صحیح بخاری. کتاب الفتن. باب کیف الامر اذالم تکن جماعته.

صحیح مسلم کتاب الامارہ. بابا لامر بلزوم الجماعته]

اس حدیث میں مندرجہ ذیل باتیں غور طلب ہیں۔

1۔ مسلمین کے امام سے کیا مراد ہے۔؟

2۔ فرقوں سے کیا مراد ہے؟

اللہ کے فضل سے ان باتوں کا جواب بھی احادیث میں موجود ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد کتاب الفتن کی احادیث سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ ابو داؤد کی احادیث کے راوی بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شر کے متعلق پوچھتا تھا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خیر جو اللہ نے ہمیں عطا کی ہے کیا اس کے بعد شر ہوگا جس طرح اس سے پہلے تھا۔؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شر سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔؟ فرمایا تلوار۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کیا ہوگا۔؟ فرمایا۔

ان کان لله خلیفه فی الارض فضرب ظهرک واخذ مالک قاطعه.

اگر زمین میں اللہ کیلئے کوئی خلیفہ ہو تو اس کی اطاعت کرنا (اگرچہ) وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال لے لے۔ ورنہ (اگر خلیفہ نہ ہو تو) اس حال میں مرجانا کہ تو کسی درخت کی جڑ چبانے والا ہو۔ میں نے کہا پھر کیا ہوگا۔ فرمایا پھر دجال نکلے گا۔

ایک اور روایت میں ہے: میں نے کہا (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تلوار کے بعد کیا ہوگا۔ فرمایا: بقیہ لوگ تنکوں پر ہوں گے اور کدورت پر صلح ہوگی۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا فتنہ اور شر ہوگا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگی۔ فرمایا اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کر (تین دفعہ اسی طرح فرمایا)۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی۔ فرمایا کدورت پر صلح ہوگی۔ اور ان میں ایک جماعت تنکوں پر ہوگی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کدورت پر صلح کا کیا مطلب ہے۔؟ فرمایا! اقوام کے دل اس چیز پر نہیں لوٹیں گے جس پر وہ تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا اندھا، بہرا فتنہ ہوگا۔ اس میں دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے۔ اے حذیفہ! تیرے لئے کسی درخت کی جڑیں چبانے کی حالت میں مرجانا ان میں سے کسی کی پیروی کرنے سے بہتر ہے۔

اب معاملہ بالکل واضح ہوگیا۔ ابو داؤد کی یہ احادیث اور بخاری و مسلم کی حدیث (جسے مسعود صاحب پیش کرتے ہیں) ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں۔ لہٰذا تلزم جماعته

المسلمین و امامھم مسلمین کی جماعت اوران کے امام کولازم پکڑنا۔

اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ ابوداؤدوالی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

ان کان للہ خلیفتہ فی الارض.

یعنی اگراس دور میں زمین میں اللہ کیلئے کوئی خلیفہ ہوتو اس کی اطاعت کرنی ہے۔ یہاں تک یہ بات ثابت ہوگئی کہ

تلزم جماعت المسلمین و امامھم

میں ''ان کے امام'' سے مراد خلیفہ وقت ہے جوکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرتا ہے۔

اب جبکہ امام کا مطلب خلیفہ ثابت ہو چکا ہے تو یہ بات خودبخود واضح ہو جاتی ہے کہ فرقوں سے مراد سیاسی پارٹیاں ہیں کیونکہ خلیفہ کے مقابلے میں ان کا ذکر ہے۔

مسعود احمد کی تحریف

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر مسعود احمد صاحب نے صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث کو اپنے اوپر اوراپنی بنائی ہوئی جماعت المسلمین پر کیسے چسپاں کر دیا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک گہری سازش کے ذریعے حدیث کے ترجمے کوتبدیل کیا اور پھراس غلط ترجمے سے لوگوں کودھوکا دیا۔ اب تک انہوں نے مندرجہ ذیل ترجمے کئے ہیں۔

1۔ جماعت المسلمین اوراس کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر نہ جماعت المسلمین ہونہ اس کا امام (تو میں کیا کروں۔) [تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ 1029۔ طبع

[1985

نوٹ۔ انہوں نے یہ ترجمہ حدیث کے اس حصے کا کیا۔

تلزم جماعت المسلمین و امامهم قلت فان لم تکن لهم جماعته ولا امام

حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کو چمٹ کر رہنا۔ میں (حذیفہ) نے کہا اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو (تو میں کیا کروں)۔

امامهم کا معنی ہے ان کا امام لیکن انہوں نے اس کا ترجمہ اس کا امام کیا۔ پھر حدیث کے دوسرے حصے کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو۔ لیکن انہوں نے اس کا ترجمہ کیا'' اگر نہ جماعت المسلمین ہو نہ اس کا امام''

حالانکہ ''اس'' کیلئے ضمیر ھا ہوتی ہے (مونث کیلئے) مسعود صاحب اتنے کم علم نہ تھے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہ چلتا کہ **ھم** کا معنی 'ان' ہے 'اس' نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں جماعتہ المسلمین کا لفظ ایک مرتبہ ہے مگر مسعود احمد اس کو دو بار ترجمے میں لائے۔

کوئی عربی تو ان کے ترجمے سے دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ البتہ اردو دانوں کو انہوں نے دھوکہ دیا۔

اگر وہ اس طرح ترجمہ کرتے کہ جماعت المسلمین اور ان کے امام کو لازم پکڑنا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا کہ ''ان'' سے کیا مراد ہے۔؟ اس سے جان چھڑانے کیلئے انہوں نے ترجمہ ہی ایسا کر دیا ہے کہ کسی کو پوچھنے کی جرات ہی نہ ہو (یعنی وہ لوگ جو عربی نہیں سمجھتے)

2۔ لیکن پھر مسعود صاحب نے 'ان' والا ترجمہ بھی کیا۔

''جماعت المسلمین اور ان کے امام سے وابستہ رہنا۔ انہوں نے کہا اگر جماعت المسلمین

نہ ہو اور نہ (اس کا) امام ہو (تو پھر کیا کروں)'' [تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ 591]

دیکھئے اس ترجمہ کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سے کیا مراد ہے۔؟ اور پھر اسی ترجمے میں وہ بریکٹ کے اندر ''اس'' کا لفظ لائے ہیں اور بغیر بریکٹ کے جماعت المسلمین کا لفظ دو مرتبہ لکھا ہے۔ حالانکہ حدیث میں دوسری مرتبہ جماعت المسلمین کا لفظ نہیں ہے۔

یہ مسعود صاحب کا دوسرا ترجمہ تھا۔

3۔ اسی طرح ایک اور ترجمہ وہ اس طرح کرتے ہیں۔

جماعت المسلمین اور ان (مسلمین) کے امام کو لازم پکڑ۔

4۔ اسی طرح ایک اور ترجمہ یہ ہے۔

جماعت المسلمین اور مسلمین کے امام کو لازم پکڑ۔

یہ ترجمہ سب سے آجر میں کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا حال بھی پہلے ترجموں جیسا ہے۔

آخر مسعود صاحب یہ صحیح ترجمہ کیوں اختیار نہیں کرتے کہ ''مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا۔''

بات اصل میں یہ ہے کہ اگر وہ یہ صحیح ترجمہ اختیار کرتے تو پھر وہ اپنی جماعت المسلمین کا نام ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں کہ جماعت المسلمین اللہ کی بنائی ہوئی جماعت ہے۔ اس لئے انہوں نے احادیث کے ترجمے کو بگاڑ دیا۔ لیکن اپنے دعویٰ کو نہ چھوڑا۔

''خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں''

اور یہ ان کی عادت ہے۔ جس حدیث کو اپنے دعویٰ کے خلاف سمجھیں، اس کا ترجمہ بدل

دیتے ہیں۔ مثلاً ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم۔ اس دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے انہوں نے ترمذی کی ایک حدیث میں تحریف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فادعو بدعوی الله الذی سمکم المسلمین المئو منین عباد الله (رواه الترمذی فی ابواب الامثال و صححه)

ترجمہ: تم اللہ کے پکارنے کی طرح پکارو جس نے تمہارا نام مسلمین، مومنین، عباداللہ رکھا۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ نے ہمارا نام مسلمین بھی رکھا ہے۔ مومنین بھی اور عباد اللہ بھی۔ لیکن مسعود احمد صاحب کا دعویٰ چونکہ یہ تھا کہ اللہ نے ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم (حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ ہمارا کے ساتھ مسلمین کہنا چاہئے نہ کہ مسلم) اس لئے انہوں نے اس حدیث کے ترجمے کو اس طرح بگاڑا "لہٰذا (مسلمین کو) ان ہی القاب سے پکارو جن القاب سے اللہ نے جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے یعنی مومنین، اللہ کے بندے۔" [پمفلٹ ہمارا نام صرف مسلم۔ صفحہ 8، منہاج المسلمین صفحہ 611]

یہ یہاں انہوں نے عجیب چالاکی سے مومنین اور عباد اللہ کو لقب بنا دیا اور مسلمین کو نام۔ حالانکہ یہ تینوں الفاظ سمٰکم کے بعد آئے ہیں۔ اگر یہ نام ہیں تو تینوں نام ہیں۔ اگر سمٰکم کا معنی لقب ہے تو پھر تینوں لقب ہیں۔ چنانچہ کسی بھی حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ مسلمین تو نام ہے مگر مومنین اور عباد اللہ نام نہیں بلکہ لقب ہیں۔ ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔

تسموا باسم الله الذی سماکم عباد الله المسلمین المئو منین

ترجمہ: تم اللہ کے رکھے ہوئے نام پر نام رکھو۔ جس نے تمہارا نام عباد اللہ، مسلمین، مومنین رکھا۔ [مسند احمد صفحہ 344 جلد 5، قال الالبانی اسنادہ صحیح مشکوٰۃ صفحہ 65 جلد 1]

اس حدیث میں سماکم کے بعد عباد اللہ کا لفظ آیا ہے۔جس سے ثابت ہوا کہ عباد اللہ بھی نام ہے۔لیکن مسعود احمد صاحب اس کو نام ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اس کو لقب کہتے ہیں اور آج تک یہی دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم۔ کیا انہوں نے یہ دعوی کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا انکار نہیں کر دیا جس میں واضح طور پر موجود ہے کہ اللہ نے تمہارا نام مسلمین مومنین عباد اللہ رکھا ہے۔اس کی تائید میں مسند احمد کی ایک اور حدیث ہے۔جس کے الفاظ یہ ہیں:

فادعوا المسلمین باسمائهم بما سمهم الله عزو جل السملمين المومنين عباد الله عزو جل. (مسند احمد صفحه 202 ,130جلد 4]

ترجمہ: پس تم مسلمین کو ان کے (اسماء) ناموں سے پکارو جو نام اللہ عزوجل نے رکھے ہیں۔یعنی مسلمین، مومنین عباد اللہ عزوجل۔

چنانچہ ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ نے ہمارے نام یہ رکھے ہیں۔ 1۔ مسلمین، 2۔ مومنین، 3۔عباد اللہ۔ مسعود صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور انہوں نے اپنے غلط دعویٰ کو سچ ثابت کرنے کیلئے حدیث کے ترجمے میں تحریف کی۔

اور اگر مسعود صاحب یہ کہیں کہ مومنین اور عباد اللہ کو بھی نام تسلیم کرنے سے قرآن کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے تو یہ تاویل بھی غلط ہے۔کسی حدیث کو اس وجہ سے رد کر دینا کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ یہ قرآن پر ظلم ہے۔جس پر قرآن نازل ہوا تھا۔ وہ قرآن کو سمجھتے تھے اپنے غلط دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کیلئے حدیث کو قرآن کے خلاف قرار دینا صحیح نہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی اپنے غلط دعویٰ سے توبہ کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف بھی نہیں کیونکہ قرآن میں ہے کہ اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہ صرف اور صرف مسلم رکھا ہے۔اور نہ ہی قرآن میں یہ ہے کہ مومنین اور عباد اللہ لقب ہیں اور نام نہیں۔ لہٰذا قرآن و حدیث سے مسلمین، مومنین اور عباد اللہ نام ثابت ہوئے۔

نوٹ۔ اگر قرآن میں کسی مسئلہ کو حصر کے ساتھ بیان کیا جائے۔یعنی قرآن میں اگر کسی مسئلہ کے متعلق صرف اور صرف کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو پھر بھی اس مسئلہ کے متعلق ان باتوں کو نہیں چھوڑا جاسکتا جو صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔مثلاً قرآن میں ہے:

''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ جو چیز میری طرف وحی کی گئی ہے اس میں کھانے والے پر جس کو وہ کھاتا ہے۔صرف اور صرف مردار یا بہتا ہوا خون یا خنزیر کا گوشت اس لیے کہ وہ پلید ہے یا فسق جو اللہ کے سوا کسی اور کیلئے پکارا جائے، حرام کیا گیا ہے۔'' [سورۃ الانعام۔145]

دیکھئے اس آیت میں صرف چار چیزوں کو حرام کہا گیا ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں حرام ہیں۔ مثلاً گھریلو گدھا۔تو جو لوگ حدیث کو قرآن کے خلاف کہہ کر رد کر دیتے ہیں، کیا گدھے کو حلال سمجھیں گے؟ جس کے حرام ہونے کا ذکر حدیث میں ہے۔

دین کی جو بھی بات ہو، چاہے وہ قرآن سے ثابت ہو یا احادیث صحیحہ سے، اس پر ایمان لانا چاہئے۔

مسعود صاحب کا دعویٰ ہے کہ جماعت المسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی۔اس دعویٰ کو وہ اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں، ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم حیض والی عورتوں کو اور پردہ نشین کنواری لڑکیوں کو بھی جو گھر کے اندر پردہ میں رہتی تھیں۔ عید گاہ لے جائیں۔

فاما الحیض فیشھدن جماعتہ المسلمین ودعوتھم ویعتزلن مصلاھم

ترجمہ: حیض والی عورتیں مسلمین کی جماعت اور ان کی دعاؤں میں شامل ہوں اور ان کے نماز پڑھنے کی جگہ سے الگ رہیں۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم]

مسعود صاحب نے اس حدیث سے جماعت المسلمین کو ثابت کرنے کیلئے اس طرح اس کا ترجمہ تبدیل کیا۔

''خواتین بھی (عید گاہ میں) جماعت المسلمین کے ساتھ حاضر ہوں'' [پمفلٹ تحفہ عیدین۔صفحہ 24]

صرف یہی نہیں بلکہ اپنی تفسیر قرآن عزیز میں بھی حدیث میں تحریف کرنے سے باز نہ آئے۔

ترجمہ کرتے ہیں:

''وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں، جماعت المسلمین کے ساتھ عید گاہ میں حاضر ہوں۔ اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوں۔'' [تفسیر قرآن عزیز جلد اول صفحہ 616،617]

اسی طرح کا ترجمہ تحفہ عیدین میں صفحہ 24 پر دوبارہ کیا گیا ہے۔ مسعود صاحب کے ترجمے سامنے رکھیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ترجمہ میں 'ان' سے کیا مراد ہے۔؟ مسعود صاحب نے

اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ ''وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں جماعت المسلمین کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر ہوں اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوں۔''

ان کی دعاؤں میں 'ان' سے کیا مراد ہے۔ یہ بات اس وقت سمجھ آئے گی۔ جب حدیث کا ترجمہ اس طرح کریں گے کہ ''وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں، مسلمین کی جماعت اور ان کی دعاؤں میں شامل ہوں۔''

لیکن مسعود صاحب یہ ترجمے نہیں کرتے کیونکہ اس طرح کرنے سے وہ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کرسکتے کہ جماعت المسلمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی۔ انہوں نے اپنا دعویٰ تو نہ چھوڑا البتہ حدیث میں تحریف کردی۔ اس کے علاوہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ جماعت المسلمین کے ساتھ کریں۔ یعنی ''ساتھ'' کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ ساتھ کا لفظ مسعود صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ کریں تو ساتھ کا لفظ ترجمے میں لکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ جیسا کہ اس حدیث کے صحیح ترجمے سے واضح ہے۔

فرض کیا ہم تسلیم کرہی لیں کہ ''جماعت المسلمین'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھی تو پھر وہ کون سا تاریخی موڑ ہے۔ جہاں پر اچانک ہی ''جماعت المسلمین'' کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔

اور اب حسب وعدہ اپنی کھانی

آج سے چند سال پہلے مجھے جماعت المسلمین کے بارے میں پتہ چلا اور پھر میں بیعت

کرنے کیلئے سرگودھا سے کراچی گیا۔ وہاں مسعود صاحب کی بیعت کی اور کئی دن وہاں مسجد المسلمین کوثر نیاز کالونی میں رہا۔ پھر واپس آ گیا اور یہاں آکر جماعت المسلمین کے طریقے کے مطابق تبلیغ شروع کر دی۔ کچھ ساتھی شامل ہوئے۔ مسعود صاحب نے مجھے ضلع سرگودھا کی جماعت المسلمین کا امیر مقرر کیا۔ اللہ کے فضل سے مجھے عربی کی کچھ سمجھ تھی۔

تلزم جماعته المسلمین و امامھم کا ترجمہ کیونکہ مسعود صاحب نے غلط کیا تھا۔ اس لئے میں نے انہیں اس کی اصلاح کرنے کیلئے کہا (بذریعہ خط) اس سے پہلے ایک اور خط میں انہیں لکھ چکا تھا۔ ان دنوں مسعود صاحب نے آپریشن کرایا ہوا تھا۔ اور مجھے ان کی طرف سے یہ نصیحت کی گئی کہ امیر صاحب کی صحت کا خیال رکھو اور خط نہ لکھو۔ اب تو مجھے اور فکر ہوا کیونکہ میں مسعود صاحب کو بہت اچھا سمجھتا تھا اور میں نے سوچا کہ اگر اسی حالت میں وہ مر گئے تو میں ان کے لئے بخشش کی دعا بھی نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ انہوں نے حدیث میں تحریف کی ہے۔ اور بغیر توبہ کے فوت ہو گئے تو پھر ان کے لئے کیسے دعا کروں گا۔

چنانچہ مسعود صاحب کے منع کرنے کے باوجود نیک نیتی کے ساتھ خط لکھا۔ تاکہ وہ موت سے پہلے اس تحریف والے گناہ سے توبہ کر لیں۔ خط انہیں اس طرح لکھا۔

''امیر صاحب! ہم تو یہ کہیں گے کہ آپ نے نیک نیتی سے ترجمہ کیا ہے لیکن مخالف بھلا اس کو تحریف کے سوا کیا کہے گا۔؟''

مسعود صاحب نے اس خط کا جواب اس طرح دیا۔

''خط لکھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی اس کے باوجود آپ کا خط آیا۔ مجھ پر تحریف کا الزام لگایا وغیرہ''

چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ جناب مسعود صاحب کسی طرح اس گناہ سے توبہ نہیں کر رہے تو پھر میں نے آخری خط لکھا جس میں یہ بات واضح کر دی کہ اگر آپ ترجمہ صحیح نہیں کریں گے تو میں آپ سے الگ ہوں۔ اس خط کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

سرگودھا میں جتنے آدمی جماعت المسلمین میں شامل ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے مجھ سے پہلے اس فرقے کو چھوڑ دیا۔ پھر میں نے اور اس کے بعد تمام ساتھی اس فرقے سے الگ ہو گئے جو کہ میری تبلیغ کی وجہ سے شامل ہوئے تھے۔

جماعت المسلمین کے احباب سے کچھ سوالات

مضمون کو مزید عام فہم بنانے کیلئے مسعود احمد اور جماعت المسلمین کے ہر فرد سے مندرجہ ذیل سوالات ہیں۔

1۔ آپ نے اب تک تلزم جماعتہ المسلمین و امامھم کے کئی ترجمے کئے ہیں۔ ان مختلف ترجموں کو دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ مسعود صاحب غلط ترجمہ کرنے کے بعد کسی ترجمہ پر مطمئن نہیں تھے۔ مثلاً انہوں نے اس کے درج ذیل ترجمے کئے۔

(الف) تمہیں جماعت المسلمین اور اس کے امام سے چمٹے رہنا ہوگا۔ میں نے پوچھا اگر نہ

جماعت المسلمین ہو، نہ اس کا امام تو میں کیا کروں۔ [تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ 1029، سال طباعت 1985]

(ب) جماعت المسلمین اور ان کے امام سے وابستہ رہنا۔انہوں نے کہا اگر جماعت المسلمین نہ ہو اور نہ (اس کا) امام ہو۔ [تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ 591 سال طباعت 1985]

(ج) تم جماعت المسلمین اور جماعت المسلمین کے امیر سے چمٹے رہنا۔ [پمفلٹ ہمارا نام صرف مسلم صفحہ 7]

(د) جماعت المسلمین اور مسلمین کے امام کو لازم پکڑنا۔ [یہ ترجمہ اب اکثر کتابوں کے آخر پر ہے۔]

پہلا سوال یہ ہے کہ آپ نے (الف) ترجمہ میں دو دفعہ ''اس'' کا لفظ استعمال کیا ہے کیا آپ نے **ھم** کا ترجمہ ''اس'' کیا ہے؟

2۔ آپ نے (الف) اور (ب) دونوں ترجموں میں دو دو مرتبہ جماعت المسلمین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیوں؟

3۔ (الف) ترجمے میں دو دفعہ ''اس کا امام'' ترجمہ کیا اور (ب) ترجمے میں ایک مرتبہ ''ان کا امام'' اور دوسری مرتبہ بریکٹ میں ''اس'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیوں؟

4۔ کیا آپ کو اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے کئی دفعہ غلطی لگی تھی؟ کبھی کچھ ترجمہ کیا کبھی کچھ۔

5۔ میرے پاس 1985 کی چھپی ہوئی تاریخ الاسلام والمسلمین ہے۔اس میں کتاب کے

آخر پر (صفحہ 1029) پر یہ حدیث اوراس کا غلط ترجمہ آپ نے درج کیا ہوا ہے۔لیکن آج کل جو کتاب مارکیٹ میں دستیاب ہے،اس میں سے آپ نے یہ حدیث نکال لی ہے۔

آپ نے کس مصلحت کے تحت پہلے یہ حدیث درج کی تھی؟

6۔ اوراب کس مصلحت کے تحت اس حدیث کو نکال دیا ہے۔؟

7۔ جس وقت آپ نے امامھم کا ترجمہ ''اس کا امام'' کیا تھا۔اس وقت آپ اتنے ہی جاھل تھے کہ آپ کو معلوم ہی نہ تھا کہ ھم کا معنیٰ ''اس'' ہوتا ہے یا ''ان''۔؟

8۔ میں اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کرتا ہوں۔

مسلمین کی جماعت اوران کے امام سے وابستہ رہنا۔ (حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اگران کی جماعت اورامام نہ ہو۔

کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟

9۔ اگر صحیح ہے تو آپ اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح کیوں نہیں کرتے؟

10۔ کیا حدیث کا ترجمہ صحیح کرنے کے بعد آپ جماعت المسلمین کا نام ثابت کر سکتے ہیں؟

11۔ کیا اس حدیث میں مسلمین کے امام سے مراد خلیفہ وقت نہیں؟

12۔ کیا آپ خلیفہ وقت ہیں؟

13۔ خلیفہ تو آپ ہیں نہیں تو پھر اس حدیث کو اپنے اوپر کیسے چسپاں کرتے ہیں؟

14۔ آپ سنن ابوداؤد کی کتاب الفتن کی احادیث اس حدیث تلزم جماعته المسلمین و امامھم کی تشریح میں کیوں پیش نہیں کرتے؟

15۔ آپ نے ایک اور حدیث کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ ''وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں، جماعت المسلمین کے ساتھ عید گاہ میں حاضر ہوں، ان کی دعاؤں میں شریک ہوں'' اس کا صحیح ترجمہ اس طرح ہے ''وہ عورتیں جو اذیت ماہانہ میں مسلمین کی جماعت اور ان کی دعاؤں میں شامل ہوں'' کیا یہ ترجمہ جو میں نے کیا ہے، صحیح ہے؟

16۔ اگر صحیح ہے تو آپ یہ ترجمہ اختیار کیوں نہیں کرتے؟

17۔ کیا صحیح ترجمہ اختیار کر لینے کے بعد آپ جماعت المسلمین کو ثابت کر سکیں گے۔؟

[قرآن وحدیث کے دلائل سے نہ کہ قیاسات سے]

18۔ آپ نے اپنی کتاب صلوٰۃ المسلمین میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں سے ایک فیصلہ کن سوال کیا ہے۔اسی طرح کا ایک سوال یہ ہے۔

''فرض کیا ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ''جماعت المسلمین'' موجود تھی۔ ظاہر ہے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی موجود ہوگی۔ اسی طرح تابعین کے زمانے میں بھی ہوگی۔ اور پھر تبع تابعین کے زمانے میں بھی۔ اسی طرح یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہا ہوگا۔ ہمیں وہ تاریخی موڑ بتایا جائے جہاں پر پہنچ کر ''جماعت المسلمین'' کا وجود اچانک ہی مٹ گیا ہو۔ کہیں اس کا نام ونشان باقی نہ رہا ہو۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اتنا بڑا سانحہ ہوا اور کوئی اس کا ذکر نہ کرے؟

[جماعت المسلمین سے مراد اس نام کی باقاعدہ کوئی رجسٹرڈ پارٹی ہو جس طرح مسعود احمد صاحب نے اپنی پارٹی کو رجسٹرڈ کروایا ہوا ہے۔ وگرنہ مسلمانوں کی جماعت یا ملت تو ہر دور میں موجود رہی ہے۔ اور اس میں شامل ہونے کیلئے کسی مسلمان کو مسعود احمد کی جماعت کے لوگوں کی طرح

کوئی رکنیت فارم بھرنے کی ضرورت نہیں۔صرف کلمہ پڑھ لینا کافی ہے۔ادارہ]

19۔ مسعود صاحب آپ نے اپنے پمفلٹ ''امیر کی اطاعت'' میں ایک سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال: تلزم جماعت المسلمین و امامھم کے تحت جماعت کے سربراہ کو حاکم ،امیر، امام یا خلیفۃ المسلمین کہا جا سکتا ہے؟

جواب: ہم تو صرف وہی کہتے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث میں ہے۔اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے ۔امیر سفر، امیر جماعت، امیر حج، امیر مکہ کے الفاظ ہمیں احادیث میں ملتے ہیں لہٰذا ہم بھی ان کو استعمال کرتے ہیں۔خلیفہ سفر، خلیفہ لشکر، خلیفہ جماعت، خلیفہ حج یا خلیفہ مکہ کے الفاظ حدیث میں نہیں ملتے ، لہٰذا ہم بھی انہیں استعمال نہیں کرتے۔ [پمفلٹ امیر کی اطاعت صفحہ 29]

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا آپ اپنے دعویٰ کے مطابق وہ حدیث دکھا سکتے ہیں کہ جس میں امیر جماعت المسلمین کے الفاظ ہوں؟

20۔ آپ شاید اپنی بنائی ہوئی جماعت المسلمین کو ثابت کرنے کیلئے اس حدیث کو بھی پیش کریں جو کہ مستدرک حاکم میں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مومن کا قلب خیانت نہیں کرتا۔

(الف) عمل کو اللہ کیلئے خالص کرنا۔

(ب) امیر کی اطاعت کرنا۔

(ج)   مسلمین کی جماعت کو لازم پکڑنا۔

کیا یہ ترجمہ صحیح ہے؟

اگر صحیح ہے تو آپ اس سے اپنی جماعت المسلمین کو کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے۔

21۔   میں نے جو احادیث درج کی ہیں، ان سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ نے ہمارے نام مومنین اور عباداللہ بھی رکھے ہیں۔ تو کیا اب آپ کا دعویٰ صحیح ہے کہ ہمارا نام صرف ایک یعنی مسلم ہے؟

22۔   کیا کسی حدیث میں یہ ہے کہ نام صرف مسلم ہے اور مومنین اور عباداللہ لقب ہیں؟

نوٹ: شاید مسعود صاحب **فاعتزل تلک الفرق کلها** (ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا) کا مطلب یہ بتائیں کہ اس سے مراد مذہبی فرقے ہیں۔ سیاسی پارٹیاں نہیں۔ اگر اس سے مذہبی فرقے ہی مراد لئے جائیں تو پھر بھی مسعود صاحب اور ان کی جماعت حق پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس جماعت کی بنیاد ہی احادیث کی تحریف پر رکھی گئی ہے۔ بھلا ایسا گروہ کب حق پر ہوگا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں تحریف کی۔

23۔   کیا آپ کو یقین ہے کہ اللہ نے ہمیں مارنے کے بعد قیامت کے دن زندہ کر کے اپنے سامنے کھڑا کرنا ہے؟

اگر آپ کو اس بات پر یقین ہے تو ابھی ان گناہوں سے توبہ کیجئے۔ احادیث کے ترجمے درست کیجئے اور جن لوگوں کو آپ نے دھوکا دیا ہے ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیجئے اور اپنے فرقے کا نام ''جماعت المسلمین'' ختم کیجئے۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن ان لوگوں کے لئے قطعاً نہیں جن کے دل میں اللہ کا ڈر ہے اور جو لوگ جہنم کی آگ کے عذاب سے ڈرتے

ہیں۔

اسی طرح میری ہر اس آدمی کو بھی یہی دعوت ہے جو جماعت المسلمین کے ساتھ ہے کہ اپنی آخرت برباد نہ کریں اور ان لوگوں کا ساتھ نہ دیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بگاڑتے ہیں اور دین کو بگاڑنا یہودیوں کا شیوہ تھا۔ جو یہودیوں والے کام کریں ان کا ساتھ دینا کسی مومن اور مسلم کا کام نہیں۔

اگرچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دور میں قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گذارنے والے کم ہیں لیکن جماعت المسلمین کو چھوڑ کر آپ کو ایسے لوگ مل جائیں گے جو قرآن وسنت پر عمل کرنے والے ہیں۔

اور میں مسعود صاحب سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ احادیث کے ترجمے صحیح کر دیں اور اپنے فرقے کا نام ختم کر دیں تو میں ان شاء اللہ پہلے کی طرح آپ کا ساتھی بنوں گا۔

مسعود صاحب آپ اس بات کو نہ دیکھیں کہ اس طرح میری امارت ختم ہو جائے گی۔ جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیاوی عہدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی طرح جہنم کے عذاب کے مقابلے میں دنیاوی تکلیفوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ آپ چندروزہ فانی زندگی کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

اگر آپ کو واقعی یقین ہے کہ آپ حق پر ہیں تو ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث سے دیں۔

ہم انشاء اللہ کچھ عرصہ بعد اسی مضمون کو ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کرائیں گے۔ اور

مجلّہ الدعوۃ میں اعلان کر دیں گے اور ان شاء اللہ طلب گاروں کو بذریعہ ڈاک روانہ کریں گے۔ نیز مسعود صاحب یا کوئی بھی اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ مسعود صاحب دین کی خدمت کر رہے ہیں اور بڑی تحقیقی کتابیں لکھ رہے ہیں۔

دین کی خدمت کسی کے ہدایت پر ہونے کی دلیل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخی سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے اور اس حدیث کا علم مسعود صاحب کو بھی ہے اور یہ حدیث انہوں نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام و المسلمین (صفحہ 263,264) پر درج کی ہے۔

قسط نمبر۲

پچھلے مضمون مجلّہ الدعوۃ ماہ فروری 1993 میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ تلزم **جماعتہ المسلمین و امامھم** میں امام سے مراد مسلم حکمران (خلیفہ) ہے اور یہ وضاحت اپنی طرف سے نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کی تھی۔

لیکن مسعود صاحب کہتے ہیں کہ خلیفہ والی حدیث ضعیف ہے۔ اس مضمون میں یہ بات دیکھی جائے گی کہ کیا واقعی یہ حدیث ضعیف ہے یا مسعود صاحب نے ضد کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہہ دیا ہے۔

پہلے ابوداؤد کی حدیث درج کی جاتی ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بے شک لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے اور میں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شر کے متعلق پوچھتا تھا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خیر جو اللہ نے ہمیں عطا کی ہے کیا اس کے بعد شر ہو گا جس طرح اس سے پہلے تھا۔؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شر سے بچنے کا کیا طریقہ ہے۔؟ فرمایا تلوار۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کیا ہو گا۔؟ فرمایا۔

ان کان للہ خلیفه فی الارض فضرب ظهرک و اخذ مالک فاطعه.

اگر زمین میں اللہ کیلئے کوئی خلیفہ ہو تو اس کی اطاعت کرنا (اگرچہ) وہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال لے لے۔

ورنہ (اگر خلیفہ نہ ہو تو) اس حال میں مر جانا کہ تو کسی درخت کی جڑ چبانے والا ہو۔ میں نے کہا پھر کیا ہو گا۔ فرمایا پھر دجال نکلے گا۔

ایک اور روایت میں ہے: میں نے کہا (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تلوار کے بعد کیا ہو گا۔ فرمایا: بقیہ لوگ تنکوں پر ہوں گے اور کدورت پر صلح ہو گی۔ ایک روایت میں ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس خیر کے بعد شر ہو گا۔ فرمایا فتنہ اور شر ہو گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہو گی۔ فرمایا اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی پیروی کر (تین دفعہ اسی طرح فرمایا)۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس شر کے بعد خیر ہو گی۔ فرمایا

کدورت پر صلح ہوگی۔ اوران میں ایک جماعت تنکوں پر ہوگی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کدورت پر صلح کا کیا مطلب ہے۔؟ فرمایا! اقوام کے دل اس چیز پر نہیں لوٹیں گے جس پر وہ تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا اندھا، بہرا فتنہ ہوگا۔ اس میں دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے۔ اے حذیفہ! تیرے لئے کسی درخت کی جڑیں چبانے کی حالت میں مرجانا ان میں سے کسی کی پیروی کرنے سے بہتر ہے۔

اورایک روایت میں ہے:

فان لم تجد یومئذ خلیفته فاھزب حتی تموت

اگراس دن تو کوئی خلیفہ نہ پائے تو بھاگ جانا، یہاں تک کہ تو مرجائے۔ [صحیح سنن ابی داؤد للالبانی جزء 3 صفحہ 800 ,799]

یہ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام سے مراد خلیفہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ ابوداؤد میں ہیں بلکہ جامع صغیر، مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں بھی ہیں۔ مسعود صاحب نے ابوداؤد کی اس حدیث کی سند پر بھی اعتراض کیا ہے اور متن پر بھی۔ حدیث کی سند میں موجود دوراویوں سبیع بن خالد اور قتادہ پر اعتراض کر کے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [پمفلٹ اعتراض اور جواب صفحہ 3,4]

جہاں تک قتادہ کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی کئی سندیں ہیں۔ اور بعض سندوں میں قتادہ کی بجائے کوئی اور راوی ہے۔ لہٰذا قتادہ کی وجہ سے ان تمام سندوں کو ضعیف کیسے کہہ سکتے ہیں جن میں قتادہ ہے ہی نہیں؟ مزید برآں چالاکی دیکھئے کہ مسعود صاحب

نے قتادہ پر جہاں اعتراض کیا، وہاں یہ بتایا ہی نہیں کہ اس حدیث کی کئی اور سندیں بھی ہیں۔ آخر سچی بات پر پردہ ڈالنے کا کیا مطلب ہے؟

مزید برآں مسعود صاحب تو قتادہ پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔اس لئے کہ قتادہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔دونوں کتابوں میں بہت جگہ قتادہ موجود ہے۔مثلاً

صحیح بخاری جلد دوم صفحہ **795** باب خیار الامته تحت العبد۔طبع قدیمی کتب خانہ، صحیح مسلم جلد دوم صفحہ **193** باب لبس الحریر ۔۔۔۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راویوں کے متعلق خود مسعود صاحب کا بیان ہے۔

''کسی ثقہ راوی کو غیر ثقہ بنانا صرف اپنی رائے کو نباہنے کا بہانہ ہوگا۔خصوصاً ایسی صورت میں کہ کوئی راوی صحیح بخاری یا صحیح مسلم کا راوی ہو'' [ذہن پرستی صفحہ **43** طبع **91**]

مزید لکھتے ہیں:

''خصوصاً ایسی صورت میں کہ وہ راوی جرح کی گھاٹی عبور کرکے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی بن چکا ہو، کیا امام بخاری اور امام مسلم نے اس کی روایت کو اپنی صحیح میں نقل کر کے اس بات کا ثبوت نہیں دے دیا کہ تحقیق حد کمال کو پہنچ گئی۔اتہامات اور غلط فہمیوں کے پرخچے اڑ چکے ہیں۔'' [ذہن پرستی صفحہ **44**]

لہٰذا مسعود صاحب اپنے اصول کے مطابق قتادہ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ان کے اصول کے مطابق قتادہ بالکل ثقہ راوی ہے کیونکہ وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا راوی ہے۔

اب رہ گیا سبیع بن خالد۔اس راوی کے متعلق مسعود صاحب کو ایک اعتراض یہ ہے کہ اس کے نام کا فیصلہ نہیں ہوسکا۔لکھتے ہیں۔

’’کوئی کہتا ہے کہ سبیع بن خالد۔ کوئی کہتا ہے خالد بن خالد۔ کوئی کہتا ہے خالد بن سبیع۔ کوئی کچھ اور کہتا ہے۔‘‘ [اعتراض اور جواب صفحہ 3]

مسعود صاحب نے اپنی عادت کے مطابق غلط ترجمہ کیا اور سچ پر پردہ ڈالا۔ اور صرف ترجمہ ہی غلط نہیں کیا بلکہ ایک بات بھی لکھ دی ہے جو ہے ہی نہیں۔

یہ جو کہا کہ ’’کوئی کہتا ہے سبیع بن خالد‘‘ یہ بات نہ تو تہذیب التہذیب میں ہے اور نہ ہی تقریب التہذیب میں۔

اصل عبارت اس طرح ہے

سبيع بن خالد. ويقال خالد بن خالد و يقال خالد بن سبيع و قيل فيه سبيعه بن خالد ولا يصح

ترجمہ: سبیع بن خالد اور اسے خالد بن خالد اور خالد بن سبیع کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بارے میں سبیعہ بن خالد کہا گیا ہے یہ صحیح نہیں۔ [تہذیب التہذیب جلد 3 صفحہ 454]

کیونکہ اس راوی کو سبیعہ بن خالد کہنا غلط ہے اس لئے ابن حجرؒ نے تقریب میں اس غلط نام کا ذکر ہی نہیں کیا۔ [تقریب صفحہ 116] مسعود صاحب نے یہ تو کہ دیا کہ کوئی کچھ اور کہتا ہے مگر یہ نہ بتایا کہ کچھ اور کہنا غلط ہے۔ یہ ہے طریقہ حق بات کو چھپانے کا اور حق پر پردہ اسی طرح ڈالا جاتا ہے۔

مسعود صاحب یہ کہتے ہیں کہ جس راوی کے نام میں اختلاف ہو اس کو ثقہ نہیں کہنا چاہئے، حالانکہ یہ ان کی لاعلمی یا تجاھل عارفانہ ہے۔

کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا دارو مدار اس بات پر نہیں کہ اس کے نام میں

اختلاف ہے یانہیں۔

علم حدیث پڑھنے والے لوگ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ بسا اوقات ایک راوی کئی کئی ناموں سے مشہور ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ضعیف نہیں بلکہ ثقہ ہوتا ہے۔ اصل بات راوی کا نام نہیں بلکہ اس کی شخصیت ہوتی ہے۔ اگر اس کا صرف ایک ہی نام مشہور ہے لیکن اسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے تو کیا وہ ثقہ بن جائے گا؟

اور اگر کوئی راوی سچا اور ثقہ ہے اور لوگوں میں مختلف ناموں سے پہچانا جاتا ہے تو کیا مختلف ناموں کی وجہ سے سچے کو جھوٹا کہہ دیا جائے؟

اس بات کو اب ذرا مختلف مثالوں سے سمجھ لیں۔ ایک مشہور راوی سالم ہے۔ جو مندرجہ ذیل ناموں سے مشہور ہیں۔

1۔ سالم ابوعبداللہ المدنی

2۔ سالم مولیٰ مالک بن اوس

3۔ سالم مولیٰ شداد

4۔ سالم مولیٰ النصریین

5۔ سالم مولیٰ المھدی

6۔ سالم بن سیلان

7۔ ابوعبداللہ مولی شداد بن الھاد

8۔ سالم ابوعبداللہ الدوسی

9۔ سالم مولی دوس

ان تمام ناموں سے صرف ایک ہی شخص مراد لیا جاتا ہے۔ [مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث باب معرفته من ذکر باسماء مختلفته صفحه161,162]

باب کا نام پڑھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک راوی کے کئی نام ہو سکتے ہیں (باب معرفته من ذکر باسماء مختلفته، یعنی مختلف ناموں کے ذکر کو پہچاننے کا بیان)

مسعود صاحب کے قانون کے مطابق سالم راوی ضعیف ہونا چاہئے کیونکہ اس کے نام میں اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سچا راوی ہے۔ [تقریب التہذیب صفحہ 115]

اسی طرح ایک اور راوی ہے جو مندرجہ ذیل ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

1۔ اسماعیل بن مسعود

2۔ عیسیٰ

3۔ قیس

مسعود صاحب کے قانون کے مطابق یہ راوی بھی ضعیف ہونا چاہئے کیونکہ اس کے نام کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ مگر یہ سچا راوی ہے۔ [تقریب التہذیب صفحہ 35]

اور صرف یہی نہیں کئی ایسے راوی ہیں جن کی کنیتیں یا نسبتیں یا نام ایک سے زائد ہیں۔ لیکن اس بناء پر انہیں ضعیف نہیں کہا گیا۔

تفصیلات کیلئے تقریب التہذیب کے مندرجہ ذیل حوالے دیکھئے۔

1۔ اشھب بن عبدالعزیز: کہا جاتا ہے۔ اس کا نام مسکین ہے (نام کے اختلاف کے باوجود نہ صرف یہ کہ وہ ثقہ راوی ہے بلکہ فقیہ ہے) [صفحہ 38]

2۔ افلت ،الذھلی ،الھز لی ،اورقلیت[صفحہ 38]

3۔ انس بن سیرین ،ابوموسیٰ ،ابوحمزہ اورابوعبداللہ[صفحہ 39]

4۔ البراء بن ناجیہ الکاھلی اورالمحاربی الکوفی[صفحہ 43]

مندرجہ بالا تمام راوی سچے ہیں۔ اس قسم کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ الغرض جس نے راویوں کے حالات پڑھے ہیں۔ اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک شخص بعض دفعہ کئی کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔لیکن عام لوگوں کواس کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے مسعود صاحب نے یہ کہہ کرلوگوں کودھوکا دینے کی کوشش کی ہے کہ اس کے نام کا فیصلہ نہیں ہوسکا۔

اور پھر نام کا اختلاف تو بعض دفعہ صحابیؓ کے نام میں بھی ہوجاتا ہے۔کیا مسعود صاحب صحابیؓ کوضعیف کہہ دیں گے؟

ایک صحابی مندرجہ ذیل ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں:

1۔ بصرہ

2۔ بسرہ

3۔ نضلہ

کیا اب مسعود صاحب صحابیؓ پر بھی شک کریں گے۔ الغرض نام کا اختلاف کسی کے سچا یا جھوٹا ہونے پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔سبیع بن خالد کوکئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے مگرہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سبیع بن خالد کی شخصیت کیسی ہے؟ وہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ تا کہ خلیفہ والی حدیث کوقبول کیا جائے یا پھر ضعیف قرار دیا جائے۔مسعود صاحب کے نزدیک سبیع بن خالد خطرناک ہے۔کبھی

باپ بن جاتا ہے کبھی بیٹا۔اپنی ابنیت تبدیل کرتا ہے۔ [پمفلٹ الجماعتہ القدیمہ صفحہ 21]
مسعود صاحب نے سبیع بن خالد (تابعی) پر تہمت لگائی ۔ یہ ہے تابعین کا احترام۔ حالانکہ اس نے کبھی بھی نہیں کہا کہ میں اپنے باپ کا باپ یا بیٹے کا بیٹا ہوں۔کیا اس تہمت کا کوئی ثبوت ہے؟

اگر لوگ اسے خالد بن خالد یا خالد بن سبیع کہیں تو اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوگئی کہ وہ کبھی باپ اور کبھی بیٹا بن جاتا تھا؟ ابن حجرؒ نے تو تقریب التہذیب اور تہذیب التہذیب میں یہ بات واضح کی ہے کہ سبیع بن خالد کو خالد بن خالد اور خالد بن سبیع بھی کہا جاتا ہے۔تا کہ حدیث پڑھنے والے کو علم ہو جائے کہ اس سے مراد ایک ہی شخص ہے۔نام کے اختلاف سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے مراد ایک سے زیادہ افراد ہیں۔ [تہذیب صفحہ 454 جلد 3 وتقریب صفحہ ۱۱۶]

شاید مسعود صاحب لوگوں کو اس بات سے دھوکا دیں کہ جی خالد بن خالد۔ یہ کیسے ہوا کہ باپ اور بیٹے کا نام ایک ہی ہو۔

حالانکہ یہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ باپ اور بیٹے کا ایک نام ہوسکتا ہے۔مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کا نام عبد اللہ تھا۔اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ اسی منافق کے مومن بیٹے تھے۔لہٰذا عبد اللہ بن عبد اللہ کی طرح خالد بن خالد بھی تعجب کی بات نہیں۔مزید برآں اسماء الرجال کی کتابوں میں اس کی بہت زیادہ مثالیں ہیں کہ باپ اور بیٹے کا ایک ہی نام ہے۔ [تقریب صفحہ 178,179,237,69 وغیرہ]

خیر مسعود صاحب نے سبیع بن خالد کو خطرناک وغیرہ کہا لیکن ان کی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اماموں اور محدثین نے اس راوی کے متعلق کیا کہا ہے۔ محدثین کا فیصلہ نقل کرنے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں محدثین کے فیصلے کی مسعود صاحب کے نزدیک کیا اہمیت ہے۔

مسعود صاحب نے اپنی کتاب تفہیم الاسلام کے صفحہ 17 پر حالی کے چند اشعار نقل کئے ہیں جن میں محدثین کی تعریف ہے۔

گروہ ایک جو یا تھا علم نبی (ﷺ) کا
لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا
مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا
آئمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

ان شعروں کو مسعود صاحب نے اس لئے نقل کیا ہے کہ پتہ چل جائے کہ محدثین کس طرح

دیانت دار، محنتی اور صحیح رائے والے تھے۔اگر کسی ملا یا صوفی میں کوئی عیب ہوتا تو وہ بھی بیان کر دیتے تھے حتیٰ کہ کسی امام میں اگر کوئی داغ ہوتا تو وہ بھی واضح کر دیتے تھے۔

قارئین! اب انصاف کریں ۔کیا، سبیع بن خالد محدثین کے نزدیک اماموں سے بڑا تھا کہ انہوں نے اس پر کوئی جرح نہیں کی؟ مسعود صاحب لکھتے ہیں۔

''محدثین کی گرفت سے وہ لوگ بھی نہ بچ سکے جو صالح تھے، لیکن نیک نیتی سے حدیث میں تحریف کر دیا کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی باوجود اپنے زہد وتقویٰ کے محدثین کو دھوکہ نہ دے سکے۔'' [تفہیم الاسلام صفحہ 59 طبع 1987]

ہمارا سوال یہ ہے کہ سبیع بن خالد اگر خطرناک راوی تھا تو وہ محدثین سے کس طرح بچ گیا؟اس پر محدثین نے اعتراض کیوں نہیں کیا؟

مسعود صاحب لکھتے ہیں:

''بڑے بڑے علماء اور مورخین جن کے نام کے ساتھ عوام رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں، محدثین کے ہاں وضاعین اور کذابین کی فہرست میں شامل ہیں، وہ نہ کسی کے علم سے دھوکہ کھا سکے، نہ کسی کے زہد وتقویٰ سے ان کو مغالطہ ہوا۔'' [تفہیم الاسلام صفحہ 59]

مسعود صاحب کی اس تحریر کے بعد معاملہ بالکل صاف ہوگیا۔ہم دیکھتے ہیں کہ محدثین میں سے کسی نے بھی سبیع بن خالد کو جھوٹا یا خطرناک یا ابنیت بدلنے والا نہیں کہا۔ اگر ایسا ہوتا تو محدثین ضرور بیان کر دیتے۔

مسعود صاحب اپنی کتاب ذہن پرستی کے صفحہ 57 پر ایک راوی کے متعلق امام ابن معین، امام ابوزرعہ، امام ابن حبان اور امام عجلی وغیرہ کا فیصلہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''کتنے بڑے بڑے اماموں نے ابوالبختری سعید کی توثیق کی ہے۔''

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابن حبان اور امام عجلی مسعود صاحب کے نزدیک بڑے بڑے اماموں میں سے ہیں۔آیئے ہم دیکھیں کہ ان بڑے اماموں نے سبیع بن خالد کے متعلق کیا کہا ہے۔

چنانچہ سبیع بن خالد کو امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے اور نہ صرف امام ابن حبان نے بلکہ امام عجلی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے۔[تہذیب التہذیب صفحہ 454 جلد 3]

کیا اب مسعود صاحب سبیع بن خالد پر اعتراض کر سکتے ہیں؟

کیا اب بھی کوئی شک باقی رہ گیا ہے کہ امام سے مراد خلیفہ ہے اس سے مراد مسعود صاحب نہیں ہیں۔؟

تاہم لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے یہ کہتے ہیں۔

''ابن حبان اور عجلی متساہلین (یعنی سست لوگوں) میں سے ہیں۔انہوں نے اس (یعنی سبیع بن خالد) کو ثقہ کہ دیا۔لیکن حافظ ابن حجر جو نہ متشددین میں سے ہیں اور نہ متساہلین میں سے، انہوں نے ابن حبان اور عجلی کی توثیق پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اس کو صرف مقبول لکھا ہے۔''

[پمفلٹ اعتراض اور جواب صفحہ 3]

مسعود صاحب یہ بتائیں کہ آپ کو ابن حجرؒ کی بات پر اعتماد ہے؟ اگر ہے تو کیا مقبول راوی وہ ہوتا ہے جو اپنی ابنیت بدلتا پھرے کبھی باپ بن جائے کبھی بیٹا اور خطرناک ہو۔

مقبول کا یہ معنی آپ کو کس نے بتایا تھا؟

ابن حجرؒ نے اس کو مقبول کہا ہے۔خطرناک نہیں کہا۔اور کیا مقبول کا معنی ضعیف ہوتا ہے؟ مقبول

کے لفظی معنی پر ہی غور کریں تو معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔مقبول کا معنی ہے ''قبول کیا ہوا''
مقبول کا معنی ضعیف نہیں۔

اور ابن حجرؒ کے نزدیک بھی مقبول راوی کی بیان کردہ حدیث سے صحیح بخاری کی حدیث کی تشریح ہوسکتی ہے۔اور انہوں نے اسی سبیع بن خالد کی روایت سے واضح کیا ہے کہ امام سے مراد خلیفہ ہے۔[فتح الباری جزء 16 صفحہ 145]

اور ابن حجرؒ نے بخاری کی تشریح میں ضعیف نہیں بلکہ حسن یا صحیح روایات درج کی ہیں۔
[هدی الساری مقدمه فتح الباری از ابن حجر صفحه16 جلد1]

لیکن مسعود صاحب کو ابن حجرؒ پر بھی اعتماد نہیں۔

اور ابن حجرؒ نے یہ کہاں کہا ہے کہ ثقہ راوی مقبول نہیں ہوتا؟ انہوں نے ثقہ راوی کو مقبول بھی کہا ہے۔

ابن حجرؒ ایک راوی عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرالصدیق التیمی کے متعلق لکھتے ہیں ثقۃ مقبول کہ یہ ثقہ مقبول ہے۔[تقریب صفحہ 179]

قارئین! اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مقبول کا معنی ضعیف نہیں۔ ورنہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک راوی ثقہ بھی ہو اور ضعیف بھی؟

ایک اور جواب مسعود صاحب کی زبان میں

مسعود صاحب ذہن پرستی صفحہ 61 پر ایک راوی پر ابن حجرؒ کی جرح کا جواب دیتے

ہوئے لکھتے ہیں۔

’’تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ تہذیب التہذیب میں اس قسم کا کوئی قول مذکور نہیں۔ لہٰذا تقریب میں ابن حجر کا ان کے متعلق ’’فیه شیعته‘‘ کہنا مشکوک اور محل نظر ہے۔ اگر ابن حجر کا یہ قول صحیح ہوتا تو تہذیب میں انہوں نے متقدمین میں سے کسی کا قول ضرور نقل کیا ہوتا۔ کیونکہ متقدمین کا کوئی قول زاذان کی شیعیت کے بارے میں منقول نہیں لہٰذا ابن حجر کا تبصرہ کالعدم ہے۔ ابن حجر امام جرح وتعدیل نہیں وہ تو صرف ناقل ہیں۔‘‘

لیجئے قارئین، معاملہ اور زیادہ واضح ہو گیا۔ مسعود صاحب یہ کہتے ہیں کہ تقریب خلاصہ ہے تہذیب کا۔ اور تقریب میں درج شدہ وہی بات مانی جائے گی جو تہذیب میں ہوگی۔ نیز ابن حجر صرف ناقل ہیں وہ خود امام نہیں ہیں اور ان کی وہ بات مانی جائے گی جو پہلے کے محدثین نے بیان کی ہو۔

اب سبیع بن خالد کا معاملہ اس طرح ہے کہ تہذیب میں امام ابن حبان اور امام عجلی کے حوالے سے اسے ثقہ کہا گیا ہے اور مقبول نہیں کہا گیا۔ اس لئے وہ ثقہ ہے۔ ابن حجرؒ نے تقریب میں اسے اپنی طرف سے مقبول کہا ہے۔ کسی سابقہ محدث کا حوالہ نہیں دیا۔ اس لئے ابن حجرؒ کی بات کالعدم ہے۔ لہٰذا سبیع بن خالد، اس قانون کی رو سے ثقہ ثابت ہوا۔ اب جب کہ راوی ثقہ ثابت ہو گیا تو اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف کیسے بن گئی؟

ایک اور جواب:

خیانت آخر خیانت ہوتی ہے دھوکا آخر دھوکا ہی ہے۔ سچ پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا اور جھوٹے شخص کا حافظہ خراب ہوتا ہے اور وہ اپنی باتوں کی خود تردید کر دیتا ہے۔ ایک طرف تو

مسعود صاحب مقبول راوی کی حدیث ماننے کیلئے تیار نہیں دوسری طرف خود ایسی حدیث پیش کر چکے ہیں جس کو مقبول راوی نے بیان کیا ہے۔ منہاج المسلمین صفحہ 516 طبع 91,89۔۔ حاشیہ نمبر 3 پر ایک حدیث درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں فیہ ابو عیاش وھو مقبول کہ حدیث کی سند میں ابو عیاش راوی ہے اور وہ مقبول ہے۔

کیا اب بھی کسی کو مسعود صاحب کو دورنگی پر شک ہے؟ آخر آدمی کو کچھ تو دیانتدار ہونا چاہئے۔ جب چاہا مقبول راوی کی حدیث مان لی اور جب چاہا رد کر دیا۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو ایسے شخص کو اپنا امیر بنائے بیٹھے ہیں۔ اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، ذیل میں ہم مختلف اماموں اور محققین کے نام لکھ رہے ہیں۔ ان میں سے بعض نے سبیع بن خالد کو مقبول کہا ہے، بعض نے ثقہ اور بعض نے اس کی بیان کردہ حدیث کو حسن کہا ہے اور بعض اماموں نے اپنی کتابوں میں اس کی بیان کردہ حدیث کو درج کیا ہے۔ اور بعض نے سبیع بن خالد کو مقبول کہا ہے۔ اور بعض نے یہ بات واضح کی کہ سبیع بن خالد کی بیان کردہ خلیفہ والی حدیث صحیح بخاری کی حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ اور بعض نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں سبیع بن خالد بھی ہے۔ یہ نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ امام ابو داؤدؒ، 2۔ امام منذریؒ، 3۔ امام جلال الدین سیوطیؒ، 4۔ امام طبرانیؒ، 5۔ امام عبد الرزاقؒ، 6۔ امام المزیؒ، 7۔ امام ابن ابی شیبہؒ، 8۔ شمس الحق صاحب عون المعبود، 9۔ حافظ ابن حجرؒ، 10۔ احمد بن عبد الرحمان البنا الساعاتیؒ، 11۔ ناصر الدین البانیؒ، 12۔ امام ابن حبانؒ، 13۔ امام عجلیؒ، 14۔ امام احمد بن حنبلؒ، 15۔ امام قسطلانیؒ

اب سوچنے کی بات ہے کہ اگر واقعی سبیع بن خالد اسی طرح کا تھا جس طرح مسعود صاحب کہتے ہیں تو کیا مندرجہ بالا تمام لوگ اس کو نہ پرکھ سکے؟ کیا کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئی کہ ہم خطرناک آدمی کی حدیث نقل کر رہے ہیں؟ اور پھر صدیوں سے احادیث کی تحقیق کا کام جاری ہے۔ آج تک کسی کو بھی اس بات کا پتہ نہ چلا جس کا مسعود صاحب کو پتہ چل گیا؟

بات بالکل واضح ہے کہ اگر سبیع بن خالد کے متعلق مسعود صاحب کا بے بنیاد خود ساختہ اور من گھڑت فیصلہ تسلیم کیا جائے تو پھر مندرجہ بالا لوگوں میں سے بعض کو جھٹلانا پڑے گا، بعض کو علم سے بے بہرہ ماننا پڑے گا۔ مسعود صاحب نے تو وہ کام کیا کہ علم حدیث کو سرے سے مشکوک بنا کر منکرین حدیث اور پرویزیوں کے ہاتھ مضبوط کیے۔ کہ جب ایسے خطرناک راوی اور عجیب و غریب راوی کو کوئی نہ سمجھ سکا تو پھر معلوم نہیں دوسرے راویان کی حقیقت کیا تھی اور انہیں کیا ظاہر کیا گیا؟؟؟؟؟ یہ ہے دین کی خدمت؟ (جن آئمہ وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے ان کے حوالہ جات انشاءاللہ مضمون میں مناسب موقعہ پر بیان کر دئے جائیں گے۔)

الغرض سبیع بن خالد پر کوئی بھی الزام اور تہمت ثابت نہ ہوئی۔ یہ ثقہ اور مقبول راوی ہے اور اگر صرف مقبول ہی کہا جائے تو پھر بھی اس حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا نہ ہی محدثین کے اصول سے اور نہ ہی مسعود صاحب کے اصول سے۔ کیونکہ وہ خود مقبول راوی کی روایت تسلیم کر لیتے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی عذر اور بہانہ باقی رہ گیا ہے جس کی وجہ سے سبیع بن خالد کو ضعیف راوی قرار دیا جائے؟ اور جب راوی مقبول اور ثقہ ہے تو اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف کیسے بن گئی؟

سند کی بحث ختم ہوئی۔

متن کی بحث:

اب متن دیکھئے۔ مسعود صاحب کہتے ہیں خلیفہ والی حدیث کا متن یعنی الفاظ صحیح بخاری اور صحیح مسلم والی حدیث کے خلاف ہیں۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ الفاظ کے مختلف ہونے سے حدیث مضطرب اور ضعیف نہیں بن جاتی۔ دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں کئی احادیث ہوں تو ان کو آپس میں ٹکرانے کی بجائے تطبیق دینی چاہیئے اور تمام احادیث پر ایمان رکھنا چاہیئے۔ صرف ہم ہی نہیں مسعود صاحب بھی اس بات کے قائل ہیں، لکھتے ہیں:

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ احادیث نبویہ (ﷺ) کے خلاف کیسا زہر اگلا جا رہا ہے۔۔۔ کبھی لکھتے ہیں۔ احادیث میں تعارض ہے بجائے تطبیق کے وہ ظاہر اختلاف کو ہوا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ [پمفلٹ فتنے اوران کا سدباب صفحہ 10، 11]

مسعود صاحب پر افسوس! دوسروں کو تو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ظاہری اختلاف کو ہوا بنا کر پیش نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی یہ کہنا چاہیئے کہ احادیث میں تعارض ہے بلکہ تطبیق دینی چاہیئے مگر خود یہ عمل کیا کہ بخاری اور ابوداؤد کی حدیث کا حوالہ دے کر کہا۔

''ان دونوں جملوں میں سخت اختلاف ہے'' [پمفلٹ اعتراض اور جواب صفحہ 4]

مسعود صاحب نے یہ تاثر دیا کہ اگر ایک حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہو اور وہی حدیث کسی اور کتاب میں بھی ہو تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث مانی جائے گی اور دوسری کتاب کی حدیث کے الفاظ اگر مختلف ہوئے تو وہ مضطرب ہو کر ضعیف ہو جائے گی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات انہوں نے صرف دھوکا دینے کیلئے کہی۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس طرح حدیث ضعیف نہیں بن جاتی۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کا طریقہ سکھایا۔ مشہور حدیث ہے کہ ایک شخص نے نماز پڑھی۔ پھر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس جا۔ نماز پڑھ۔ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے دوبارہ نماز پڑھی انہوں نے پھر وہی فرمایا۔ اس نے تیسری مرتبہ نماز پڑھی انہوں نے پھر وہی فرمایا اب اس نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) مجھے سکھا دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کئی باتیں سکھائیں اور فرمایا

ثم اقرا بما تیسر معک من القرآن

یعنی پھر قرآن میں سے جو آسانی سے پڑھ سکے پڑھ۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں سے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

ثم اقرا بام القرآن ثم اقرا بما شئت

یعنی پھر تو سورۃ فاتحہ (یعنی ام قرآن) پڑھ۔ پھر پڑھ جو تو چاہے۔

ترمذی میں اسی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فان کان معک قرآن فاقرا والا فاحمد الله وکبره وھلله

یعنی اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ اور اگر تجھے قرآن یاد نہ ہو تو الحمد اللہ اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھ۔

مسعود صاحب کے قانون کے مطابق صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے الفاظ صحیح ہیں اور باقی

احادیث کے متن (یعنی الفاظ) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کے خلاف ہیں۔اس لئے ابو داؤد اور ترمذی کی روایت ضعیف ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔اوپر ذکر کی گئی تمام احادیث کے الفاظ ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کا کیا مفہوم ہے اور ابو داؤد، ترمذی اور مسند احمد بن حنبل کی حدیث کا کیا مطلب ہے لیکن اس کے باوجود مسعود صاحب نے ان تمام احادیث کو تسلیم کیا ہے۔کسی جگہ پر بھی یہ نہیں کہا کہ ترمذی، ابو داؤد اور مسند احمد بن حنبل کی حدیث کے الفاظ صحیح بخاری، صحیح مسلم کے خلاف ہیں اس لئے یہ روایات مضطرب المتن ہو کر ضعیف ہیں۔ حوالہ جات صلوٰۃ المسلمین صفحہ 170 , 80 حاشیہ ع وصفحہ 183 حاشیہ نمبر 2 طبع 1992، منہاج المسلمین صفحہ 101،159 حاشیہ نمبر 2، صفحہ 174 حاشیہ نمبر 1 طبع 1991)

دیکھئے یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ایک شخص کو ان احادیث میں نماز کے طریقے کے متعلق بتایا گیا۔صحیح بخاری، صحیح مسلم کے الفاظ اور ہیں اور ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد بن حنبل کے الفاظ اور ہیں۔ان کتابوں کے الفاظ صحیح بخاری اور مسلم کے خلاف ہونے کے باوجود مسعود صاحب نے تسلیم کیئے۔آخر خلیفہ والی حدیث کے الفاظ کیوں تسلیم نہیں کرتے۔صرف اس لئے کہ اس سے ان کی امامت ختم ہو جائے گی۔اگر خلیفہ والی حدیث کو تسلیم کریں تو پھر نہ امیر جماعت المسلمین ہوں گے اور نہ ہی جماعت المسلمین۔مسعود صاحب اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک حدیث دوسری کی تشریح کرتی ہے لیکن اس بارے میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ ایک صحابی نے مختلف اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر حدیث کو روایت کیا ہو۔ [پمفلٹ اعتراض اور جواب صفحہ 3,4]

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اصول ہی خودساختہ اور من گھڑت ہے۔آج تک کسی نے بھی حدیث کی تشریح کے لئے اس اصول کا ذکر نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسعود صاحب خود بھی اس اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ایک ہی صحابی رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے ایک ہی وقت اور ایک ہی واقعہ کے متعلق مختلف الفاظ و احادیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

ترمذی میں رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فان کان معک قرآن فاقراو الا فاحمد الله و کبره وهلله

اگر تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ۔ورنہ الحمد اللہ اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھ۔

جبکہ مسند احمد بن حنبل میں اسی صحابیؓ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ثم اقرا بام القرآن ثم اقرا بما شئت

پھر تو ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) پڑھ۔پھر تو پڑھ جو تو چاہے۔

یہ حدیث ایک صحابی نے ایک ہی وقت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر روایت کی۔اس کے الفاظ مختلف ہیں۔اس کے باوجود مسعود صاحب ان دونوں احادیث کو تسلیم کرتے ہیں۔حوالہ کیلئے دیکھئے

1۔ صلوٰۃ المسلمین صفحہ 170 حاشیہ ع صفحہ 173، حاشیہ نمبر 2

2۔ منہاج المسلمین صفحہ 159، حاشیہ نمبر 2، صفحہ 174 حاشیہ نمبر 1

3۔ ترمذی عن رفاعته بن رافع باب ماجاء فی وصف الصلوة صفحه 95،

یہی معاملہ خلیفہ والی حدیث کا ہے۔ایک ہی واقعہ ہے۔اور ایک ہی صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو روایت کرر ہے ہیں۔

آخر وہ کون سا قانون ہے جس کی وجہ سے رفاعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث مختلف الفاظ کے باوجود تسلیم کر لی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خلیفہ والی تسلیم نہ کی۔

اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ ایک وقت میں ایک ہی صحابیؓ سے اگر کوئی حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہوتو وہ ضعیف بن جائے گی تو پھر صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بارش والے دن (جمعہ کا) خطبہ دیا۔جب موذن حی علی الصلوۃ پر پہنچا تو ابن عباس نے اسے حکم دیا کہ اس طرح پکارے ۔ الصلوۃ فی الرحال (نماز منزلوں میں)۔۔۔فرمایا یہ کام اس نے کیا جو مجھ سے بہتر ہے۔ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے)

اور بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ابن عباس نے موذن کو کہا حی علی الصلوۃ نہ کہہ تو کہہ صلوا فی بیوتکم (اپنے گھروں میں نماز ادا کرلو)۔ یہ دونوں احادیث صحیح بخاری میں ہیں اور ایک ہی صحابی ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک ہی واقعہ ہے مگر الفاظ مختلف ہیں۔ایک حدیث کے الفاظ ہیں الصلوۃ فی الرحال جبکہ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں صلوا فی بیوتکم

اب بتائیں کیا مسعود صاحب کے قانون سے صحیح بخاری کی حدیث مضطرب المتن ہو کر ضعیف نہیں ہوگی ؟ لیکن وہ ان دونوں احادیث کو تسلیم کرتے ہیں۔

منہاج المسلمین صفحہ 137 حاشیہ نمبر 4 طبع 1991
صلوۃ المسلمین صفحہ 132، حاشیہ نمبر 2 طبع 1992

مسعود صاحب نے جتنے اعتراض خلیفہ والی حدیث پر کئے وہ تمام ان احادیث پر بھی کئے جا سکتے تھے۔ لیکن ان احادیث کو تسلیم کرتے ہیں اور خلیفہ والی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ احادیث کی رو سے تلزم جماعت المسلمین و امامھم میں امام سے مراد خلیفہ ہے جبکہ مسعود صاحب کے نزدیک امام سے مراد امیر جماعت المسلمین یعنی خود ان کی اپنی ذات مراد ہے۔ اگر ایک ہی صحابی سے مروی حدیث مختلف الفاظ کی وجہ سے ضعیف بن جاتی ہے تو پھر تلزم جماعته المسلمین و امامھم والی حدیث بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں تو یہ الفاظ ہیں تلزم جماعته المسلمین و امامھم جبکہ صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں الفاظ مختلف ہیں اور یہ بات توجہ طلب ہے کہ مسعود صاحب نے اس حدیث کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کیا اور اگر کیا تو صرف اس کا ایک ٹکڑا جس سے یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے یا کوئی اور۔

صحیح مسلم کی حدیث اس طرح ہے:

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول (ﷺ) ہم شر میں تھے، اللہ تعالیٰ خیر لایا، ہم اس (خیر) میں ہیں، کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا۔ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ فرمایا ہاں۔

میں نے کہا کیسے؟ فرمایا میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو میری ہدایت اور میرے طریقے پر نہیں چلیں گے اور ان میں ایسے آدمی کھڑے ہوں گے جن کے دل انسانی بدن میں

شیطانوں کے دل ہوں گے۔ میں نے کہا اگر میں وہ زمانہ پالوں تو کیا کروں؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اگرچہ تیری پیٹھ پر مارا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے ۔سننا اور اطاعت کرنا۔ [صحیح مسلم کتاب الامارہ باب امر یلزوم
(الجماعۃ عند ظہور الفتن ۔۔۔حدیث نمبر 2)
مسعود صاحب نے اس حدیث کا صرف اتنا حصہ نقل کیا ہے۔
تسمع و تطیع للامیر وان ضرب ظھرک و اخذ مالک فاسمع واطع [تفسیر قرآن عزیز جلد 3 صفحہ 207]
پہلی چالا کی تو یہ کی کہ حدیث تفصیل سے نقل نہیں کی۔ نہ صرف اس تفسیر میں بلکہ جب لوگوں کو اپنے فرقے میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس وقت بھی یہ روایت تفصیل سے نہیں سناتے۔ ابوداؤد کی حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کے الفاظ بخاری ومسلم کے خلاف ہیں۔ اگر الفاظ ہی کا جھگڑا ہے تو پھر الفاظ تو صحیح مسلم کی حدیث کے بھی صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف ہیں۔
صحیح بخاری میں ہے۔ **تلزم جماعته المسلمین و امامهم** اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہی الفاظ ہیں۔ اور اس کے ساتھ اس سے اگلی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔
سمع و تطیع للامیر وان ضرب ظھرک و اخذ مالک فاسمع واطع
اس کے راوی بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور واقعہ بھی ایک ہے۔ اگر کوئی مسعود صاحب سے پوچھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ الفاظ فرمائے تھے جو صحیح بخاری میں ہیں یا وہ

فرمائے تھے جو صحیح مسلم کی اس روایت میں ہیں تو کیا جواب دیں گے؟ کیا صحیح مسلم کی یہ حدیث الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے مضطرب المتن ہو کر ضعیف بن جائے گی؟

جس طرح وہ ابوداؤد کی حدیث کو مضطرب بنا کر ضعیف کہتے ہیں۔ بھلا وہ اس کو کیسے ضعیف کہیں گے جبکہ تفسیر میں درج کر چکے ہیں۔ دوسری چالاکی اور ہوشیاری یہ کی کہ یہ حدیث درج کرنے کے بعد یہ تک نہ بتایا کہ اس کا راوی کون ہے؟ کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے نام پر پردہ ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو بے وقوف بنایا جائے؟ آخر کب تک وہ لوگوں کی عقل پر پہرہ بٹھائے رکھیں گے؟ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے تو بے خوف ہیں ہی اب اس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ آئندہ نسلیں مجھے کن الفاظ سے یاد کریں گی۔ کیا جن لوگوں کو مسعود صاحب کی چالاکیوں اور دھوکا بازیوں کا علم ہو رہا ہے، وہ ان کے متعلق اچھی رائے قائم کریں گے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک مجھے بھی علم نہیں تھا میں ان کا بڑا مداح اور محبّ تھا۔ ایک دفعہ میں اپنے ایک ساتھی کو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مسعود صاحب نے جو کام کیا ہے امام بخاری نے بھی وہ کام نہیں کیا تھا۔ لیکن اب حیران ہوتا ہوں کہ اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ شخص جس نے کبھی حدیث کے دفاع میں ''تفہیم الاسلام'' اور ''برہان المسلمین'' نامی کتابیں لکھی تھیں۔ اب وہی شخص احادیث کا انکار کرتا ہے۔ کبھی محدثین امام ابن حبانؒ اور امام عجلیؒ کی بات کو جھٹلاتا ہے، کبھی کہتا ہے اس حدیث کے الفاظ صحیح بخاری کے خلاف ہیں۔ حالانکہ یہ بھی دھوکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ الفاظ کی پابندی لگانا ضروری نہیں۔ مفہوم ایک ہونا چاہئے۔ لکھتے ہیں:

''احادیث کا اگر صرف مفہوم محفوظ ہو تو یہ بھی کافی ہے۔ الفاظ کے محفوظ ہونے پر اصرار کرنا لایعنی ہے'' [برھان المسلمین صفحہ 26 طبع 1986]

آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ امام اور خلیفہ کا ایک معنی اور مفہوم ہے یا نہیں۔
(ان شاء اللہ باقی آئندہ)

قسط نمبر ۳

سابقہ مضمون میں بات یہاں تک پہنچی تھی کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ امام اور خلیفہ کا معنی ایک ہے یا نہیں۔

کیونکہ اگر امام اور خلیفہ کا ایک ہی معنی ہو تو پھر مسعود صاحب کا یہ اعتراض ختم ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خلیفہ کا لفظ نکلا تھا یا امام کا اور مسعود صاحب خود بھی اس بات کے قائل ہیں کہ احادیث کا مفہوم محفوظ ہونا ضروری ہے نہ کہ الفاظ [برہان المسلمین صفحہ 26]
ذیل میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کو آئمہ کہا ہے۔یعنی خلیفہ کو امام کہنا حدیث سے ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

الائمته من قریش [مسند احمد ، سندہ صحیح]

امام قریش میں سے ہوں گے۔

اس حدیث میں اماموں سے کون لوگ مراد ہیں۔اس کی وضاحت بھی دوسری احادیث میں موجود ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایزال الاسلام عزیزا الی ائنی عشر خلیفة... کلھم من قریش [صحیح

مسلم کتاب الامارۃ]

دین بارہ خلیفوں (خلفاء) تک غالب رہے گا۔۔۔وہ سب قریش میں ہوں گے۔

پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ امام قریش میں سے ہوں گے۔ دوسری حدیث سے ثابت ہوا کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔

دونوں حدیثوں کو ملا کر نتیجہ یہ نکلا کہ خلیفہ کو امام کہا جاتا ہے۔

مزید دیکھئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من بایع اماما فاعطاء صفقته یده و ثمرة قلبه فلیطعه ان استطاع فان جاء اخرینازعه فاضربوا عنق الاخر [صحیح مسلم کتاب الامارۃ]

یعنی جس نے امام کی بیعت خلوص نیت سے کی، اسے چاہئے کہ اگر اسے استطاعت ہو تو امام کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا امام اس کے مقابل آ جائے تو اس کو قتل کر دو۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ایک امام کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی ہو تو اگر کوئی دوسرا شخص امام بننا چاہے تو دوسرے امام کو قتل کر دینا چاہئے۔ یہاں امام سے مراد کون ہے؟ اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث میں موجود ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الاخر منهما [صحیح مسلم کتاب الامارۃ]

یعنی جب دو خلیفوں کیلئے بیعت لی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔

پہلی حدیث میں تھا دوسرے امام کو قتل کر دو۔ اس حدیث میں ہے دوسرے خلیفہ کو قتل

کر دو۔ دونوں احادیث کو ملا کر یہ نتیجہ نکلا کہ خلیفہ کو امام کہا جاتا ہے۔

اب معاملہ واضح ہو گیا کہ امام سے مراد خلیفہ ہے۔

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام اور خلیفہ کا ایک معنی اور مفہوم ہے۔لہٰذا اب یہ اعتراض ختم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خلیفہ کا لفظ نکلا تھا یا امام کا۔ کیوں کہ خلیفہ والی حدیث کا مفہوم بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق ہے لہٰذا متن بھی مضطرب نہیں۔ یہ حدیث سند اور متن دونوں لحاظ سے صحیح ثابت ہوئی۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ابوداؤد کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ

''اگر خلیفہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال تجھ سے چھین لے تو بھی اس کی اطاعت کرنا۔''

جبکہ صحیح بخاری میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم میں اس طرح کے الفاظ ہیں۔حدیث بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ والی ہی ہے۔

''امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا اگرچہ تیری پیٹھ پر مارا جائے اور تیرا مال تجھ سے چھین لیا جائے'' [صحیح مسلم کتاب الامارۃ]

لہٰذا جب ان الفاظ کی موجودگی میں صحیح مسلم کی حدیث مضطرب اور ضعیف نہیں تو پھر ان کی وجہ سے ابوداؤد کی حدیث مضطرب اور ضعیف کیسے بن گئی؟

الغرض اگر ان الفاظ کی وجہ سے ابوداؤد کی حدیث کو ضعیف کہہ دیا جائے تو پھر صحیح مسلم کی حدیث کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا۔ کیونکہ اس میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ابوداؤد کی حدیث کسی لحاظ سے بھی ضعیف نہیں۔اور جب حدیث صحیح ہے تو پھر اس سے وضاحت ہو گئی کہ امام سے مراد خلیفہ ہے۔''مسعود صاحب'' جیسے بے حکومت اور کسی

رجسٹرڈ تنظیم کے امام نہیں۔
فرض کیا ابوداؤد کی حدیث ضعیف ہی ہوتو پھر بھی امام کا معنی خلیفہ رہے گا۔ کیوں؟ ہم نے اور کئی احادیث سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ کو امام کہا جاتا ہے۔
اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ خلیفہ والی حدیث ضعیف نہیں بلکہ بالکل صحیح ہے۔
بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خلیفہ والی حدیث صرف ابوداؤد میں ہے۔ حالانکہ یہ حدیث احادیث کی کئی کتابوں مستدرک حاکم، مصنف عبدالرزاق، مسند احمد، طبرانی، جامع صغیر اور ابوداؤد میں ہے۔ مسعود صاحب نے مختلف بہانوں سے ان تمام احادیث کا انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان احادیث کو تسلیم کر لیں تو پھر **تلزم جماعته المسلمین و امامهم** کا وہ مفہوم اور معنی باقی نہیں رہتا جو انہوں نے عوام کے سامنے پیش کیا۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اپنے نظریئے کی خاطر صحیح احادیث کو ضعیف کہہ کر ان کا انکار کر دیا جائے۔ کیا یہ انکار حدیث نہیں؟
آیئے اب ہم دیکھیں کہ احادیث کو تسلیم کرنے کے لیے مسعود صاحب کے کیا اصول ہیں۔
آپ حیران ہوں گے کہ جب خلیفہ والی احادیث کی باری آئی تو مسعود صاحب نے اپنے تمام اصول اور قانون توڑ دیئے۔

پہلا قانون:

مسعود صاحب نے ایسی احادیث کو تسلیم کیا ہے جن کو امام حاکم نے اپنی کتاب ''مستدرک حاکم'' میں نقل کرنے کے بعد صحیح کہا ہو اور امام ذھبی نے بھی ان احادیث کو صحیح کہا ہو۔ دیکھئے
منہاج المسلمین صفحہ 139 حاشیہ نمبر 4
منہاج المسلمین صفحہ 142 حاشیہ نمبر 2 طبع 1991ء

مستدرک حاکم کی ان احادیث کو مسعود صاحب اس لئے صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ امام حاکم اور امام الذھبی نے ان کو صحیح کہا۔ خلیفہ والی حدیث کا معاملہ بالکل اسی طرح ہے ۔ یہ حدیث مستدرک حاکم میں ہے اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 433]

مسعود صاحب اپنے اصول کو توڑتے ہوئے اس حدیث کو نہیں مانتے ۔

دوسرا قانون:

جس حدیث کو امام ابو داؤد نے نقل کیا ہو اور امام منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا (کوئی جرح اور اعتراض نہ کیا ہو) اور ناصر الدین البانیؒ نے اس کو حسن قرار دیا ہو تو ایسی حدیث کو مسعود صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ دیکھئے

منہاج المسلمین صفحہ 109 حاشیہ نمبر 4 و نمبر 6

خلیفہ والی حدیث کا معاملہ بالکل اسی طرح ہے۔ امام ابو داؤد نے اس حدیث کو نقل کیا امام منذری نے اس پر سکوت اختیار کیا اور ناصر الدین البانیؒ نے اس کو حسن کہا۔ دیکھئے

صحیح سنن ابی داؤد للالبانی جلد 3 کتاب الفتن 798 تا 800، سنن ابی داؤد للمنذری جلد 3 جزء 6 صفحہ 133، صفحہ 135

یہاں بھی مسعود صاحب اپنے تمام قوانین کو توڑتے ہوئے خلیفہ والی حدیث کو تسلیم نہیں کرتے ۔

تیسرا قانون:

حافظ ابن حجرؒ نے صحیح بخاری کی تشریح میں جو حدیث فتح الباری میں نقل کی ہو اور اس پر سکوت اختیار کیا ہو۔ مسعود صاحب اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔ دیکھئے

منہاج المسلمین صفحہ 123 حاشیہ نمبر 3، صفحہ 775، حاشیہ نمبر 5

خلیفہ والی حدیث کا معاملہ بالکل اسی طرح ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے صحیح بخاری کی حدیث **تلزم جماعته المسلمین و امامهم** کی تشریح میں طبرانی کی یہ حدیث نقل کی ہے۔

فان رایت خلیفته فالزمه [**فتح الباری جزء 16 صفحه 145**]

یعنی اگر خلیفہ ہو تو اس کو لازم پکڑنا۔ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اس پر حافظ ابن حجرؒ نے سکوت اختیار کیا۔ اپنے قانون کے مطابق مسعود صاحب کو یہ حدیث تسلیم کرنی چاہئے مگر اصول کو توڑتے ہوئے اس حدیث کو بھی نہیں مانتے۔

کیا اب بھی کسی کو شک ہے کہ جماعت المسلمین میں رہنے کے لئے حدیث کا انکار کرنا ضروری ہے؟ کیا ایسی جماعت کو لازم پکڑنے اور چمٹ جانے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا؟

کیا اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر ایسے گروہ سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری نہیں؟

اے لوگو! اپنے ایمان کو بچانے کے لئے مسعود بی ایس سی کی بنائی ہوئی جماعت المسلمین سے الگ ہو جاؤ۔ احادیث کا انکار مسلم اور مومن نہیں کر سکتا۔

(۱) مستدرک حاکم (۲) ابوداؤد (۳) طبرانی میں خلیفہ والی احادیث موجود ہیں۔ اس کے

علاوہ یہ احادیث (۴) مصنف عبدالرزاق جلد 11 صفحہ 342 (۵) مسند احمد جلد 5 صفحہ 463 (۶) صحیح جامع صغیر للالبانی علی ترتیب الابواب الفقهیه جلد 4 صفحہ 141 میں بھی ہیں۔ مسعود صاحب ان تمام احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حدیث کو ضعیف کہنا حدیث کا انکار نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخر مسعود صاحب کو کیا ضرورت تھی کہ انہوں نے صحیح احادیث کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا۔ بات بالکل صاف اور واضح ہے کہ مسعود صاحب نے ایک نظریہ قائم کیا۔ تلزم جماعته المسلمین و امامهم کا غلط مفہوم لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اب جو حدیث بھی ان کے اس نظریئے سے ٹکراتی ہے وہ اس کو ضعیف کہہ کر اپنا نظریہ قائم رکھنا چاہتے ہیں تو کیا صحیح حدیث کو اپنے نظریئے کی وجہ سے ضعیف کہہ کر رد کر دینا انکار حدیث نہیں؟ اور کیا انکار حدیث کفر نہیں؟ مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''اگر کوئی شخص محض اپنے نظریہ کی خاطر حدیث کو نہیں مانتا اور اس کی بے جا تاویل وتضعیف کرتا ہے تو کیا اسے ڈر نہیں کہ حدیث کو نہ ماننے کی وجہ سے کہیں اس کا ایمان جس کا وہ مدعی ہے، سلب نہ ہو گیا ہو۔'' [ذہن پرستی صفحہ 46 طبع 1991ء]

ہماری بھی یہی گزارش ہے جو لوگ اپنا ایمان بچانا چاہتے ہیں وہ صحیح احادیث کی تضعیف نہ کریں (یعنی انہیں ضعیف نہ کہیں) ورنہ ایمان کا دعویٰ۔۔۔۔

ایک اور طرز سے:

حدیث تلزم جماعته المسلمین و امامهم آج سے تقریباً 1400 سال پہلے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔صدیوں سے یہ حدیث پڑھی اور سنی جا رہی ہے۔آیئے ہم دیکھیں صحیح بخاری کی اس حدیث کی تشریح میں شارحین کیا کہتے ہیں:

1۔ صحیح بخاری کی سب سے اہم شرح فتح الباری ہے اور یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے **تلزم جماعته المسلمین و امامهم** کی تشریح میں طبرانی کی خلیفہ والی حدیث درج کی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام سے مراد خلیفہ ہے۔

2۔ صحیح بخاری کی ایک اور شرح ارشاد الساری ہے۔ یہ شرح امام قسطلانی نے لکھی۔ وہ بھی اس حدیث کی تشریح میں خلیفہ والی حدیث لائے ہیں۔ [دیکھئے، ارشاد الساری جزء 10 صفحہ 184] لہٰذا ثابت ہوا کہ امام سے مراد خلیفہ (مسلم حکمران۔مسلم بادشاہ) ہے۔

3۔ صحیح بخاری کی ایک اور شرح عمدۃ القاری ہے یہ شرح علامہ بدرالدین عینی کی لکھی ہوئی ہے۔انہوں نے اس حدیث کی تشریح میں امام بیضاوی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

المعنی اذالم یکن فی الارض خلیفته فعلیک بالعزلته [عمدة القاری جزء 24 جلد 12 صفحه 195]

یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب زمین پر کوئی خلیفہ نہ ہو تو علیحدگی اختیار کرنی ہے۔

امام بیضاوی نے بھی امام کا معنی خلیفہ کیا ہے۔

4۔ علامہ عینی تشریح میں لکھتے ہیں:

هو کنایته عن لزوم جماعته المسلمین و اطاعته سلاطینهم

کہ یہ مسلمین کی جماعت کو لازم پکڑنے اور ان کے سلاطین یعنی بادشاہوں کی اطاعت کی طرف

اشارہ ہے۔ [عمدۃ القاری حوالہ مذکورہ]
دیکھئے، علامہ عینی نے بھی امام کا معنی مسلم بادشاہ کیا ہے۔

5۔ تشریح میں حافظ ابن حجرؒ نے بھی امام کا معنی سلطان یعنی بادشاہ کیا ہے۔ [فتح الباری جزء16 صفحہ 146]

6۔ امام منذری حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خلیفہ والی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں قــــد اخرج البخاری و مسلم فی صحیحہا...الحدیث بنحو ، مختصرا [سنن ابی داؤد للمنذری جلد3 جزء6 صفحہ135]
کہ اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بھی اسی طرح مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

ثابت ہوا کہ امام منذری کے نزدیک بھی خلیفہ والی حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ لہٰذا امام منذری کے نزدیک بھی امام سے مراد خلیفہ ہے۔

7۔ علامہ عبدالرحمٰن البنا الساعاتی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خلیفہ والی حدیث صحیح بخاری کی حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ [الفتح الربانی جزء24 صفحہ 26]

8۔ حافظ ابن کثیرؒ نے النہایۃ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری کے حوالے سے نقل کی ہے۔ پھر حافظ ابن کثیرؒ نے کہا ''اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی کئی سندیں ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد، امام ابوداؤد اور امام نسائیؒ نے نصر بن عاصم سے خالد یشکری کی سند سے مفصل طور پر نقل کیا ہے۔ اور حدیث میں موجود مشکل باتوں کی اس میں تفسیر (وضاحت) ہے۔ [الفتح الربانی جزء24 صفحہ 26]

اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے یہ حافظ ابن کثیرؒ کے کلام کا خلاصہ ہے۔ دیکھئے وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ خالد یشکری کی بیان کردہ حدیث وضاحت اور تفسیر کرتی ہے۔ اور خالد سے مراد خالد بن سبیع ہے اس میں واضح طور پر خلیفہ کا لفظ موجود ہے۔ لہٰذا حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک بھی امام سے مراد خلیفہ ہے۔

ان تمام دلائل کے جواب میں اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یہ تو اقوال رجال ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے صرف لوگوں کے اقوال پیش نہیں کئے بلکہ احادیث بھی پیش کی ہیں۔ جو صحیح بخاری کی حدیث
کی تشریح میں درج کی گئی ہیں۔

مزید برآں قرآن کی کسی آیت یا حدیث کا معنی اگر کوئی عالم بتا دے تو اس معنی کو مان لینا شرک نہیں۔ اس بات کے مسعود صاحب بھی قائل ہیں۔ ایک حدیث کا معنی بتاتے ہوئے انہوں نے امام اخفش کا قول نقل کیا ہے۔ [منہاج المسلمین صفحہ 99 و صلواۃ المسلمین صفحہ 72]

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود کوئی بھی تلزم **جماعته المسلمین و امامهم** کا معنی نہ سمجھ سکا ہو؟ اور مسعود صاحب کو پندرہویں صدی میں سمجھ آگئی: کیا ساری امت سینکڑوں سال تک اس حدیث کا غلط معنی سمجھتی رہی۔؟ یہ قطعاً نہیں ہوسکتا۔

جماعت المسلمین والے خود بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دور میں ایسے علماء موجود رہے جنہوں نے خالص دین لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ (حاصل مطالعہ، مسلم، رجب 1412ھ

کیا چودہ سو سال میں کوئی ایک بھی عالم ایسا ہے جس نے اس حدیث کا وہ معنی سمجھا ہو جو مسعود صاحب نے سمجھا؟ کیا سینکڑوں سال تک پوری امت گمراہ رہی کہ حدیث میں امام سے مراد خلیفہ اور مسلم بادشاہ ہے۔؟

مسعود صاحب کا طرز عمل:

مسعود صاحب خلیفہ والی احادیث کو تسلیم کرنے اور اللہ سے ڈرنے کی بجائے یہ کہتے ہیں۔

''معترضین کو ابو داؤد کی حدیث پر بڑا ناز ہے تو آخر وہ اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ خلیفہ ہے نہیں تو وہ تنا چبا چبا کر مرتے کیوں نہیں۔فوراً جنگل میں چلے جائیں اور وہیں تنا چبا چبا کر زندگی کے بقیہ دن گزاریں۔۔۔ہم صحیحین کی حدیث پر عمل کر رہے ہیں۔ صحیحین کی حدیث میں جڑیں چبا چبا کر فوراً مر جانے کا حکم نہیں ہے۔'' [پمفلٹ اعتراض اور جواب صفحہ 7]

مسعود صاحب! ہمیں اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ناز ہے۔ہم احادیث کو ہدایت کا خزانہ سمجھتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اللہ کا بہت بڑا انعام اور احسان ہے۔احادیث کی موجودگی میں کوئی شخص ہمیں دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک خلیفہ والی احادیث سامنے نہیں آئی تھیں۔اس وقت تک آپ لوگوں کو **تلزم جماعتہ المسلمین و امامھم** کا غلط مفہوم سناتے رہے۔لیکن اب بھلا آپ لوگوں کو کیسے دھوکا دے سکیں گے جب کہ اس حدیث کا صحیح مفہوم اور معنی سامنے آ چکا ہے۔

مزید برآں! یہ آپ کی غلط فہمی ہے کہ آپ سمجھتے ہیں یہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔حالانکہ

مجھ جیسے طالب علم کے علم کے مطابق حدیث کی چھ کتابوں میں موجود ہیں۔ اب جو آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ تم ابو داؤد کی حدیث پر عمل کر کے دکھاؤ۔ تو کیا لوگوں کے عمل نہ کرنے کی وجہ سے صحیح حدیث ضعیف بن جاتی ہے؟

اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارا تمام احادیث پر ایمان ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ان تمام احادیث کو جمع کر کے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر فتنوں کے دور میں مسلمین کسی خلیفہ پر جمع ہوں تو مسلمین کی اس اجتماعیت کا ساتھ دینا چاہیئے اور خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اگرچہ وہ ظالم ہو اور اگر خلیفہ اور اس پر اکٹھ نہ ہو تو صبر کرنا چاہیئے۔ اور علیحدگی اختیار کرنی چاہیئے۔ (علیحدگی کا کیا مطلب ہے، یہ بھی ان شاء اللہ آئندہ مضمون میں)

الحمد اللہ، ہمارا صحیح بخاری، صحیح مسلم اور ابو داؤد، مسند احمد اور مستدرک حاکم وغیرہ کی تمام احادیث جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہیں، پر عمل ہے۔

رہ گئی بات مسعود صاحب کی کہ ہم تو صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کی حدیث پر عمل کر رہے ہیں تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص نماز میں قیام کے دوران صرف ایک آیت پڑھے اور رکوع میں چلا جائے۔ اور جب اس کو سمجھایا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ فاتحہ اور مزید بھی کچھ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اسے بتایا جائے کہ یہ حدیث ابو داؤد میں ہے اور وہ جواب میں یہ کہہ دے کہ میرا تو صحیحین کی حدیث پر عمل ہے جس میں ہے کہ

ثم اقراء بما تیسر معک من القران [بخاری و مسلم]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا پھر تم جو قرآن سے آسانی کے ساتھ پڑھ سکو، پڑھو۔

میں آسانی کے ساتھ ایک آیت پڑھ سکتا ہوں ۔اسلئے ایک آیت پڑھ کر رکوع میں چلا جاؤں گا۔
جن کو ابو داؤد کی حدیث پر ناز ہے وہ سورۃ فاتحہ بھی پڑھیں اور مزید بھی ۔
تو جس طرح نماز کا طریقہ مختصر طور پر صحیح بخاری اور مسلم کی اس حدیث میں بیان ہوا ہے اور اس کی وضاحت ابو داؤد اور مسند احمد کی احادیث میں موجود ہے۔ یہ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں آسانی کے ساتھ پڑھ سکنے کا ذکر ہے۔اس سے مراد سورۃ فاتحہ اور مزید قرات ہے اور یہ وضاحت ابو داؤد اور مسند احمد کی احادیث میں ہے۔
بالکل اسی طرح جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امام کا لفظ آیا ہے۔اس سے مراد خلیفہ ہے اور یہ وضاحت ابو داؤد، مسند احمد وغیرہ کی احادیث میں ہے۔
الغرض چونکہ مسعود صاحب خلیفہ وقت اور مسلم بادشاہ نہیں ہیں اس لئے حدیث **تلزم جماعته المسلمين و امامهم** کو اپنے اوپر فٹ نہ کیا کریں۔اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔آخر اس بات کا کیا فائدہ ہے کہ قیامت کے دن آدمی اپنا بوجھ بھی اٹھائے اور ان لوگوں کا بھی جن کو اس آدمی نے گمراہ کیا۔
جماعت المسلمین یا مسلمین کی جماعت سے کیا مراد ہے یہ بھی آئندہ ان شاء اللہ وضاحت کی جائے گی۔

آخری قسط

پچھلے مضمون میں یہ بات واضح کی تھی کہ مسعود صاحب کا اپنے آپ کو جماعت المسلمین کا امام سمجھنا یا کہنا یا انہیں امام سمجھنا غلط ہے۔

اس مضمون میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جماعتہ المسلمین سے مراد مسلمانوں کی وہ اجتماعیت ہے جو کسی خلیفہ کی خلافت پر متفق ہونے پر وجود میں آتی ہے۔ یعنی جماعت سے مراد خلیفہ پر اکٹھ اور خلیفہ پر اجماع ہے۔ نہ کہ اس سے مراد آج کل کی کوئی پارٹی کا سربراہ بغیر خلافت کے اپنی پارٹی کا نام جماعت المسلمین رکھ لے، اسے رجسٹرڈ کرا لے، خود ہی اس کا امام اور خلیفہ بن بیٹھے اور جو اس کی پارٹی میں شامل نہ ہوسکیں، انہیں غیر مسلم بنا دیا جائے۔

اگر چہ احادیث میں جماعتہ کا لفظ ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن:

تلزم جماعته المسلمين و امامهم

میں جماعت المسلمین (مسلمین کی جماعت) سے مراد خلیفہ پر اجماع اور اکٹھ ہے یعنی مسلمین جب کسی خلیفہ کی خلافت پر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان کے اس اکٹھ، اتحاد و اتفاق اور اجماع سے جو اجتماعیت پیدا ہوتی ہے اسے جماعتہ المسلمین کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں یہ بات ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمین کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو (تو پھر کیا کروں؟)

چونکہ صحابیؓ کا سوال ان حالات کے متعلق تھا جن میں جماعت نہ ہو، اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا

باب كيف الامر اذا لم تكن جماعته

یعنی جب جماعت نہ ہو تو کیا کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجرؒ امام بخاریؒ کے قائم کردہ عنوان کا معنی بتاتے ہوئے لکھتے ہیں

والمعنى ما الذى يفعل السلم فى حال الاختلاف من قبل ان يقع الاجماع على خليفته [فتح الباری جزء 16 صفحہ 144]

یعنی خلیفہ پر اجماع (اکٹھ) واقع ہونے سے پہلے مسلم کو کیا کرنا چاہیے۔

دیکھیئے، امام بخاریؒ نے باب باندھا کہ جب جماعت نہ ہو تو کیا کرنا چاہیۓ حافظ ابن حجرؒ نے جماعت کا معنی **الاجماع على خليفته** (خلیفہ پر اکٹھ) کیا۔ اور صرف ابن حجرؒ ہی نہیں بلکہ امام قسطلانیؒ اور بدرالدین عینیؒ نے بھی ''جماعت'' کا یہی معنی کیا ہے۔

بدرالدین عینی امام بخاریؒ کے قائم کردہ عنوان جماعت نہ ہونے کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای هذا باب يذكر فيه كيف امر المسلم يعنى ما ذا يفعل فى حال الاختلاف و الفتنته اذا لم تكن اى اذا لم توجد ..وجماعته اى مجتمعون على خليفته [عمدة القاری جلد 24 صفحہ 193]

''یعنی اس باب میں یہ بات بیان کی جائے گی کہ جب جماعت المسلمین یعنی خلیفہ پر لوگ مجتمع نہ ہوں تو اختلاف اور فتنہ کے ان حالات میں مسلم کو کیا کرنا چاہیۓ''

یعنی علامہ عینی نے جماعت کا معنی **مجتمعون علی خلیفته** (خلیفہ پر اکٹھ) کیا۔
علامہ عینیؒ اس بات کا خلاصہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
انہ اذا وقع الاختلاف ولم یکن خلیفته فکیف یفعل المسلم من قبل ان یقع الاجتماع علی خلیفته [عمدة القاری. حوالہ مذکورہ]
''حاصل کلام یہ ہے کہ جب اختلاف واقع ہو جائے اور خلیفہ نہ ہو تو ایک مسلم کو خلیفہ پر اجتماع واقع ہونے سے پہلے کیا کرنا چاہئے۔''
دیکھئے، علامہ عینی نے جماعت کا معنی **الاجتماع علی خلیفه** (خلیفہ پر اکٹھ) کیا ہے۔
اور صرف حافظ ابن حجرؒ اور علامہ بدر الدین عینیؒ ہی نہیں بلکہ امام قسطلانی نے بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر قائم کئے گئے عنوان جماعت نہ ہونے کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ [دیکھئے ارشاد الساری جزء **10** صفحہ **183**]
امام قسطلانیؒ جماعۃ کا معنی کرتے ہیں **مجتمعون علی خلیفته** (خلیفہ پر اکٹھے ہونا) اس مضمون میں اب تک جماعت کے مندرجہ ذیل معانی ثابت کئے گئے ہیں:
☆**الاجماع علی خلیفته**
خلیفہ پر اجماع یعنی اکٹھ [فتح الباری جزء **16** صفحہ **144**]
☆**مجتمعون علی خلیفته**
خلیفہ پر (مسلمین کا) اکٹھے ہونا [عمدة القاری جزء **24** صفحہ **193**]
☆**الاجتماع علی خلیفته**
(خلیفہ پر اکٹھ) [عمدة القاری حوالہ مذکورہ بالا]

☆**مجتمعون علی خلیفته [ارشاد الساری جزء 10صفحه183]**
یعنی جماعت کا معنی ہے (مسلمین کا) خلیفہ پر اکٹھے ہو جانا۔
چنانچہ ان تشریحات کی موجودگی میں
تلزم جماعته المسلمین و امامهم
کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر مسلمین کسی خلیفہ پر متفق ہو چکے ہوں تو ان کی اس اجتماعیت کا ساتھ دینا چاہیئے اور خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔اس حدیث میں جماعت سے مراد کوئی خاص ٹولہ یا گروہ یا فرقہ نہیں جس طرح مسعود صاحب کہتے ہیں کہ جماعت سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو میری امامت کا قائل ہو اور نہ ہی امام سے مراد کسی مذہبی فرقے کا بانی اور پیشوا ہے۔اگر مسعود صاحب یہ کہیں کہ جماعت کے اس معنی ''خلیفہ پر اکٹھ ہے'' کو ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ اقوال رجال ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسعود صاحب نے جماعت کا جو معنی کیا ہے۔کیا وہ حدیث ہے؟ یا قرآن ہے؟ مسعود صاحب کا معنی تو سرے سے ہے ہی خود ساختہ اور من گھڑت کہ ان کی امامت تسلیم کر کے ان کی بیعت کو لازمی سمجھنے والا گروہ جماعت المسلمین ہے یا جو شخص مسعود کی امامت نہ مانے اس کو غیر مسلم سمجھنے والا گروہ جماعت ہے۔یہ گروہ جماعت نہیں بلکہ یہ تو صرف مسعود بی ایس سی کے مقلدین کا فرقہ ہے۔
اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی جماعت کا لفظ خلیفہ پر اکٹھ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے
اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الا خر منهما [صحیح مسلم کتاب الامارة]
''جب دو خلیفوں کے لئے بیعت کی جائے تو بعد والے کو قتل کر دو''

ایک حدیث میں اس طرح ہے۔

من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ [صحیح مسلم کتاب الامارۃ]

''جو شخص تمہارے پاس اس حال میں آئے کہ تمہارا معاملہ ایک شخص پر جمع ہو۔ (وہ آنے والا) تمہاری لاٹھی کو توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرنا چاہے تو اس کو قتل کر دو''

پہلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر ایک خلیفہ کے ہاتھ بیعت ہو چکی ہو اور کوئی دوسرا شخص خلیفہ بننے کی کوشش کرے تو دوسرے کو قتل کر دینا چاہئے جبکہ دوسری حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو آدمی مسلمین کی جماعت میں تفریق پیدا کرنا چاہے اس کو قتل کر دینا چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ دونوں احادیث کے الفاظ مختلف ہیں مگر مفہوم ایک ہے۔ جو شخص ایک خلیفہ کی بیعت ہو جانے کے بعد اپنی بیعت لینے کی کوشش کرتا ہے وہ مسلمین کی جماعت میں تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے اور ایسے شخص کیلئے یہی حکم ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

الغرض دونوں احادیث کو ملا کر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمین کا ایک خلیفہ پر جمع ہو جانا جماعت کہلاتا ہے اسی اجتماعیت، اجماع اور اکٹھ کو جماعۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجرؒ ، امام قسطلانیؒ اور علامہ بدرالدین عینیؒ نے جماعت کا جو معنی کیا ہے، وہ حدیث کے مطابق ہے۔ اس لئے اس کو اقوال رجال کہہ کر رد کر دینا اس چیز کو رد کرنا ہے جو احادیث سے ثابت ہے۔ چونکہ ان محققین نے جماعت کا جو معنی بتایا، وہ احادیث کے مطابق ہے اس لئے مانا جائے گا اور مسعود صاحب کا بیان کردہ معنی خود ساختہ اور من گھڑت ہے لہٰذا وہ رد کر دیا جائے گا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حدیث تلزم جماعته المسلمین و امامهم کے راوی حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔آیئے ہم دیکھیں کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت کا معنی کیا ہے؟

جب بعض لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ربعی بن خراش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا:

من فارق الجماعته و استفل الامارة لقی الله ولا وجه له عنده [رواه احمد و رجاله ثقات مجمع الزوائد جزء5صفحه222]

''جس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور امارت کی تذلیل کی ، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اللہ کے نزدیک اس کی کوئی عزت نہیں ہوگی۔''

اب انصاف کریں کیا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت کا معنی خلیفہ پر اجماع نہیں؟

لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو جماعت سے علیحدگی قرار دیا۔ جب خلیفہ کے خلاف بغاوت کرنا جماعت سے علیحدگی ہے تو خلیفہ کی خلافت پر اکٹھے ہونا یہ جماعت کو لازم پکڑنا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت

ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حارث بن قیس کو نصیحت کی کہ کیا تجھے جنت کے وسط میں رہنا پسند ہے۔اس نے کہا، ہاں ۔حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فالزم جماعته الناس

تو پھر لوگوں کی جماعت کو لازم پکڑ۔ [مجمع الزوائد جزء 5 صفحہ 222]

اب اگر کوئی شخص جماعۃ الناس کے الفاظ دیکھ کر جماعۃ الناس نام کا ایک فرقہ تیار کرے اور پھر لوگوں کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان سنائے۔

فالزم جماعته الناس

اور لوگوں کو کہے کہ صحابہ ؓ کی ایک ہی جماعت تھی اور اس کا نام جماعت الناس تھا تو وہ شخص اسی طرح دھوکا باز ہے۔ جس طرح مسعود بی ایس سی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نہ تو جماعۃ المسلمین کسی گروہ کا نام ہے اور نہ ہی جماعۃ الناس کسی ٹولے کا نام ہے۔ بلکہ دونوں مقامات پر جماعت سے مراد مسلمانوں کی اجتماعیت اور خلیفہ پر اجماع ہے۔

الغرض جس طرح جماعت الناس کسی گروہ کا نام نہیں، اسی طرح جماعت المسلمین بھی کسی گروہ کا نام نہیں بن سکتا۔

اگر جماعت المسلمین کے الفاظ دیکھ کر مسعود صاحب نے جماعت المسلمین نام کا ایک فرقہ بنا ڈالا تو جماعت الناس کے الفاظ دیکھ کر کوئی شخص جماعت الناس نام کا فرقہ بھی بنا سکتا ہے۔ گویا مسعود بی ایس سی نے فتنوں کا ایک دروازہ کھول دیا۔

مختصر یہ ہے کہ

تلزم جماعت المسلمین و امامهم

کا مفہوم یہ ہے کہ فتنوں کے دور میں اگر مسلمین کسی خلیفہ پر جمع ہوں تو اس اجتماعیت کا ساتھ دینا چاہئے اور خلیفہ پر جمع ہونا چاہئے۔ اور خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہئے۔

علیحدگی سے کیا مراد ہے؟

جس دور میں مسلمین کی جماعت اور امام نہ ہو تو تمام فرقوں سے الگ ہو جانا چاہئے، چاہے جس قدر تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔

حدیث کے اس حصے کا مطلب یہ ہے کہ جب مسلمین کسی ایک خلیفہ پر جمع نہ ہوں اور مختلف گروہ خلافت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں تو ان گروہوں سے الگ رہنا چاہئے اس میں بڑی حکمت ہے۔

دیکھیں! جب مختلف گروہ مختلف لوگوں کو خلیفہ بنانا چاہیں تو اس صورت میں کسی بھی گروہ کا ساتھ دینا اہل اسلام میں انتشار کا باعث بنے گا اور خانہ جنگی تک نوبت پہنچ جائے گی۔ اس لئے ان حالات میں ان تمام فرقوں سے الگ رہنا چاہئے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس حدیث میں فرقوں سے مراد وہ مختلف گروہ ہیں جو خلافت حاصل کرنا چاہیں۔

قارئین! یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ خلافت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور خلافت قائم کرنے کی کوشش کرنا ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اگر مسعود بی ایس سی کے مطابق فرقوں سے مراد مذہبی فرقے لئے جائیں تو پھر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ فتنوں کے دور میں اجتماعیت کا ساتھ دینا چاہئے اور خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہئے اور اگر اہل اسلام کسی خلیفہ پر جمع نہ ہوں تو پھر دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث سے الگ ہو جانا چاہئے۔ یہ کتنا عجیب معنی ہے۔

آخر خلیفہ کے مقابلے میں دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث وغیرہ سے علیحدگی کا مطلب کیا ہے؟

اعتراض:

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر امام سے مراد خلیفہ لیا جائے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خلیفہ بھی ہو اور فتنے بھی ہوں۔ لہٰذا امام سے مراد خلیفہ نہیں۔

اس اعتراض کے کئی جوابات ہیں:

1۔ جب کئی احادیث سے ثابت ہے کہ امام سے مراد خلیفہ ہے، اب حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے پیش کرنا کفر ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض کرنا ہی حدیث پر ایمان نہ ہونے کی نشانی ہے۔

2۔ مسعود بی ایس سی خود تسلیم کرتے ہیں کہ خلافت کے دور میں بھی فتنے موجود رہے ہیں: مثلاً تاریخ الاسلام والمسلمین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حالات پڑھ لیں۔ اس کے علاوہ اسی کتاب میں مسعود صاحب نے کئی مقامات پر خلافت کے دور میں بھی فتنوں کا ہونا تسلیم کیا ہے۔

قارئین! خود انصاف کریں۔ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت، عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر امت میں افتراق کا پیدا ہو جانا اور حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کیا یہ تمام باتیں فتنے نہیں تھے؟ الغرض یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ خلافت کے دور میں فتنے نہیں ہوتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ فتنوں سے مراد مذہبی فرقے ہیں اور خلافت کے دور میں مذہبی فرقے نہیں ہو سکتے۔

یہ اعتراض بھی غلط ہے۔ مسعود صاحب ہی سے پوچھ لیں کہ خلافت کب تک قائم رہی اور مذہبی فرقے تو خلافت کے دور میں ہی ظاہر ہو گئے۔ شیعہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وغیرہ کیا خلافت کے

دور کی پیداوار نہیں ہیں؟

پھر مسعود صاحب تو ترکوں کے دور تک خلاف تسلیم کرتے ہیں۔ اس قانون کے مطابق تو اتاترک سے پہلے فرقوں کا وجود نہیں ہونا چاہیئے۔ مسعود صاحب کی جو کتاب زیر ترتیب ہے، اس میں وہ خلافت عثمانیہ تک کے حالات لکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے اس عنوان سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ترکوں تک خلافت تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح مستدرک حاکم کی حدیث جس میں جماعۃ المسلمین کو لازم پکڑنے کا ذکر ہے، اس میں بھی جماعت کا وہی معنی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر حدیث کا یہی مفہوم سمجھا جائے جو تم بیان کرتے ہو تو پھر اس حدیث پر تو عمل نہیں ہو رہا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی حدیث پر عمل نہ ہو رہا ہو تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ حدیث کا مفہوم بگاڑ دیا جائے۔ خلیفہ کی بیعت کرنا اور اس کی اطاعت کرنا کئی ایک احادیث سے بھی ثابت ہے تو کیا ان احادیث کا کوئی خود ساختہ معنی بیان کیا جائے؟ آخر ان پر بھی تو عمل نہیں ہو رہا۔

دو سکتے:

اہل حدیثوں سے بغض کی وجہ سے مسعود صاحب نے بعض ضعیف روایات کو اپنی علامت بنایا۔ انہی میں سے نماز میں دو سکتے کرنے کی روایات ہیں۔ طوالت سے بچنے کیلئے فی الحال اس مضمون میں یہ بحث نہیں کی گئی۔ مگر ان شاء اللہ مجلۃ الدعوۃ میں اس پر بحث شائع کی جائے گی۔ دو سکتوں کی حقیقت سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

ارواء الغلیل جلد نمبر 2 حدیث نمبر 505 صفحہ 284 تا 288

سلسلہ احادیث ضعیفہ جلد دوم حدیث نمبر 546 و حدیث نمبر 547 وحدیث نمبر 991 وحدیث نمبر 992، صفحہ 24 تا 26 اور صفحہ 417 تا 420 کا مطالعہ کریں۔

مزید دھوکا:

مسعود صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین کی جماعت کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ [جماعت المسلمین کا تعارف صفحہ 2]
اپنے اسی دعویٰ کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

فاما الحیض فیشھدن جماعته المسلمین

اس کا ترجمہ اس طرح کیا کہ ''حیض والی عورتیں جماعت المسلمین کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر ہوں۔''

سوچنے کی بات یہ ہے کہ دعوی تو یہ تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نام رکھا اور حدیث وہ پیش کی جس میں حیض والی عورتوں کو ایک حکم ہے۔ یہ دعویٰ اور دلیل کی مطابقت نہیں۔
مسعود صاحب نے یہ جو دھوکا دیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مسلمین کی جماعت کا نام جماعت المسلمین رکھا، اگر اس کا عربی ترجمہ کیا جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اس جملے کا عربی ترجمہ اس طرح ہے۔

سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعته المسلمین جماعته المسلمین

کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت المسلمین کا نام جماعت المسلمین رکھا۔
کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کلام کیا کرتے تھے؟ کی اس جملے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا گستاخی رسول ﷺ نہیں۔ (چاہے اردو میں منسوب کیا جائے یا عربی میں)
مسعود صاحب ایسی حدیث کیوں پیش نہیں کرتے جس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہو کہ آپ ﷺ نے جماعت کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ ایسی تو کوئی حدیث نہیں۔ البتہ عید سے متعلقہ اس حدیث میں تحریف کردی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ احادیث میں جماعت کے ایک سے زیادہ معانی ہیں۔ اس حدیث میں مسلمین کی جماعت سے مراد اھل اسلام کا وہ اکٹھ اور اجتماع ہے جو عیدگاہ میں ہوتا ہے۔ عورتوں کو بھی اس اجتماع میں شامل ہونا چاہیئے۔
ایک حدیث میں ہے۔
فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على العبد والحر والذكر والنثى والصغير والكبير من المسلمين (صحيح بخارى و صحيح مسلم)
کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمین میں سے ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فطرانہ فرض کیا۔ اور فطرانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم]
دیکھئے، جب تک اہل اسلام عیدگاہ میں نہیں پہنچے، انہیں جماعت المسلمین نہیں بلکہ صرف مسلمین کہا گیا ہے۔ لیکن مسلمین عیدگاہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے اس اجتماع کو جماعۃ المسلمین

کہا گیا اور عورتوں پر بھی یہ بات لازم کر دی گئی کہ وہ اس اجتماع میں حاضر ہوں۔ یہ ہے
فیشھدین جماعته المسلمین
کا معنی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں یہ معنی درج کیا ہے۔فرماتے ہیں:
فظهر ان القصد من اظهار شعار الاسلام بالمبالغته فی الاجتماع [فتح الباری جزء3صفحه123]
پس ظاہر ہوا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ اجتماع میں اسلام کے شعار کو مبالغہ سے ظاہر کیا جائے۔
دیکھئے، حافظ ابن حجرؒ بھی اس حدیث سے اجتماع میں عورتوں کی شمولیت مراد لیتے ہیں۔مسعود صاحب کی یہ عادت ہے کہ حدیث کا مفہوم پوری امت کے برعکس بیان کرتے ہیں۔
اگر اس حدیث سے سمجھا جائے کہ ''جماعت المسلمین'' نام ہے تو پھر فطرانہ والی حدیث کے الفاظ یہ ہوتے کہ جماعت المسلمین کے ہر فرد پر فطرانہ فرض کیا۔

جماعت المسلمین رجسٹرڈ کا دوسرے فرقوں سے موازنہ

1۔ حنفی مذہب کے ماننے والوں کی طرح احادیث کی تاویل

مثلاً حنفی مقلدین جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم میں موجود ایک ہی حدیث کے مختلف الفاظ کی وجہ سے ایک واقعہ کے دو واقعات بنا دئے اس طرح رفع یدین کا انکار کر دیا۔ انہی

مقلدین کی طرح مسعود صاحب نے خلیفہ والی احادیث کو مختلف الفاظ کا بہانہ بنا کر رد کیا۔ اور حدیث کے ساتھ ظلم کرنے میں مقلدین سے آگے بڑھ گئے۔

مقلدین تو جابر رضی اللہ عنہ کی دونوں احادیث کو تسلیم کرتے ہیں اور دھوکا اس طرح دیتے ہیں کہ ایک واقعہ کے دو بنا دئے۔ لیکن مسعود صاحب نے تو سرے سے خلیفہ والی احادیث کو ہی رد کر دیا۔

2۔ شیعہ کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی گستاخی

مثلاً مسعود صاحب کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی کہ فتنوں کے دور میں اللہ والوں کی جماعت کا نام جماعت المسلمین ہوگا۔ [حاصل مطالعہ، پمفلٹ ہمارا نام مسلم صفحہ 7]

اگر مسعود صاحب کی بات مان کر یہ کہا جائے کہ

تلزم جماعته المسلمین و امامهم

پیشین گوئی ہے تو صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کہا جائے گا کہ کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی پر یقین نہ کیا اور پیشین گوئی کے جواب میں یہ کہہ دیا کہ

ان لم تکن لهم جماعته و لا امام

کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ) اگر مسلمین کی جماعت اور امام نہ ہو (تو پھر کیا کروں؟)

غور کریں یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ نبی ﷺ پیشین گوئی کریں اور صحابیؓ کہے کہ ایسا نہ ہو تو پھر کیا کروں؟

الغرض اگراس حدیث کو پیشین گوئی کہا جائے تو صحابیؓ کی گستاخی ہوتی ہے اور اگر پیشین گوئی نہ کہا جائے تو مسعود صاحب کی۔ اب جماعت المسلمین (رجسٹرڈ) کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی آزمائش ہے کہ وہ صحابی کی گستاخی کرتے ہیں یا مسعود کی۔ مسعود نے منکرین حدیث کی طرح محدثین اور محققین کی محنت پر پانی پھیرا اور مختلف حیلوں سے احادیث کا انکار کیا۔اس کی مفصل بحث قسط نمبر 2 اور قسط نمبر 3 میں ہو چکی ہے۔

اس فرقہ کی مزید برائیاں

1۔ شرک فی التشریع

مسعود بی ایس سی نے احادیث کا خود ساختہ معنی بیان کر کے شریعت سازی کی ہے۔اور جن لوگوں نے اس من گھڑت مفہوم کو مانا، انہوں نے مسعود کو رب بنایا۔

2۔ تقلید:

مسعود کے پیروکاروں نے اس کی ہر غلط بات مان کر اس کی تقلید کی۔ جماعۃ المسلمین کا وہی معنی بیان کرتے ہیں جو مسعود نے کیا۔ امام کا وہی معنی کرتے ہیں جو اس نے کہا۔ حالانکہ اس کا بیان کردہ معنی احادیث کے خلاف ہے۔اور پوری امت کے برعکس ہے۔

3۔ بدعات

اس فرقے میں کثرت سے بدعات ہیں:

☆ امیر جماعت المسلمین کہلانا۔ نبی ﷺ کے دور سے مسعود سے پہلے تک کسی بھی ایمان والے کو امیر جماعت المسلمین نہیں کہا گیا۔

☆ امیر جماعت المسلمین کی بیعت کرنا۔

یہ بھی بدعت ہے۔ اس لئے کہ مسعود سے پہلے تو کوئی امیر جماعت المسلمین ہوا ہی نہیں تو بیعت کہاں سے آ گئی۔

☆ میرا جماعت المسلمین سے تعلق ہے۔ یہ کہنا بھی بدعت ہے۔ سنت اس طرح ہے انا من المسلمین ، میں مسلمین میں سے ہوں۔ یا قرآن مجید سے اننی من المسلمین بے شک میں مسلمین سے ہوں، کہنا ثابت ہے۔

☆ اسی طرح یہ کہنا کہ میں جماعت المسلمین میں شامل ہو گیا ہوں یہ بھی بدعت ہے۔

کفر:

خلیفہ والی احادیث کا انکار کر کے مسعود صاحب نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اس کی تفصیل سابقہ قسط میں گزر چکی ہے۔

کھلا اشتعال:

مسعود صاحب کا یہ بھی کفریہ عقیدہ ہے کہ جو شخص میری بیعت نہیں کرتا اور میری بنائی ہوئی جماعت میں شامل نہیں ہوتا، وہ غیر مسلم ہے حتیٰ کہ امام کعبہ اور امام مسجد نبوی بھی غیر مسلم ہیں۔ یہ دھوکا بھی ایک حدیث سے دیا ہے کہ حدیث میں ہے۔

من مات و لیس فی عنقه بیعته مات میته جاهلیته [صحیح مسلم]

''جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اس کی گردن میں کوئی بیعت نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔''

اس حدیث میں جس بیعت کا ذکر ہے وہ حاکم وقت (خلیفہ) کی بیعت ہے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت سنائی جب لوگ یزید بن معاویہ کے خلاف بغاوت کر رہے تھے اور عبداللہ بن عمر انہیں بیعت توڑنے سے منع کرنا چاہتے تھے۔ دیکھئے صحابیؓ نے اس حدیث کو خلیفہ کی بیعت کے لئے پیش کیا ہے۔ یہ تفصیل صحیح مسلم کتاب الامارۃ وغیرہ میں ہے۔

لیکن مسعود صاحب اس حدیث کو اپنی بیعت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''امیر کی بیعت بہت ضروری ہے جو شخص بیعت نہ کرے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔''

[منہاج المسلمین صفحہ 682 طبع 91ء]

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسعود صاحب کو حدیث سمجھنے میں غلطی لگی ہے یا جان بوجھ کر اس سے اپنی بیعت مراد لی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حدیث کا غلط مفہوم لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس سے مراد حاکم وقت کی بیعت ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج سے دس سال پہلے جب منہاج المسلمین شائع کی گئی تھی تو اسی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ لکھا کہ ''حاکم وقت کی بیعت بہت ضروری ہے جو شخص یہ بیعت نہ کرے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔'' [منہاج المسلمین صفحہ 493 طبع 83ء]

مگر اس کے بعد حاکم وقت کے الفاظ کاٹ کر امیر کا لفظ لکھ دیا۔ کیا یہ دھوکا نہیں۔ چند سال پہلے ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب نے مسعود صاحب کے رد میں ایک کتاب لکھی اور ثابت کیا کہ

امام سے مراد خلیفہ ہے۔ اسی میں انہوں نے مختلف احادیث سے ثابت کیا کہ امیر سے مراد سلطان (بادشاہ) ہے۔ مگر مسعود صاحب نے سلطان کا معنی بادشاہ نہ مانا [الجماعۃ القدیمہ صفحہ 17] مگر دوسری طرف خود سلطان کا معنی بادشاہ کر دیا۔ [منہاج المسلمین صفحہ 695 حاشیہ نمبر 3]

اور مسعود صاحب اپنے آپ کو سلطان بھی سمجھتے ہیں اور سلطان کا معنی بادشاہ تسلیم بھی نہیں کرتے۔ جب سلطان کا لفظ کسی انسان کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا معنی سوائے بادشاہ کے اور کیا ہوگا؟ مگر افسوس ہے مسعود صاحب کے مقلدین پر وہ الجماعۃ القدیمہ پڑھ کر مسعود صاحب سے سوال ہی نہیں کرتے کہ ایک طرف آپ سلطان بنتے ہیں دوسری طرف سلطان کا معنی بادشاہ نہیں کرتے۔

رجسٹریشن:

مسعود صاحب نے اپنی جماعۃ المسلمین کو رجسٹرڈ بھی کرا رکھا ہے۔ اس کا جواب مسعود صاحب یہ دیتے ہیں کہ ہم نے زمین حاصل کرنے کے لئے رجسٹریشن کرائی۔

اگر صرف یہی وجہ ہے تو کیا مسعود صاحب اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اگر کوئی اور فرقہ اپنا نام جماعت المسلمین کہلائے گا تو ہم عدالتوں میں مقدمہ درج نہیں کرائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ رجسٹریشن کا کام اس لئے کرایا گیا تاکہ کوئی اور گروہ جماعت المسلمین نہ کہلائے کیونکہ یہ بھی تو خطرہ تھا کہ دوسرے گروہ جماعت المسلمین کہلانا شروع کر دیں تو مسئلہ پیدا ہو جائے گا کہ کون سی جماعت کو لازم پکڑنا ہے۔ یہ ہے مسعود صاحب کا تقویٰ۔ مزید تفصیل کے

لئے سورۃ النساء کی آیت نمبر 60 پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ:

مسعود صاحب لکھتے ہیں:

''جماعت المسلمین کو خوش خبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔'' [پمفلٹ ہمارا نام مسلم صفحہ 6]

قرآن وحدیث میں ایسی کوئی عبارت نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو۔ البتہ قرآن میں اس طرح ہے۔

بشری للمسلمین [النحل آیت نمبر 89]

مسلمین کیلئے خوشخبری

جماعت کے الفاظ مسعود صاحب نے اپنی طرف سے بڑھائے۔

(ب) مسعود نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ لکھا ہے۔ ''جماعت المسلمین کی عید'' مثلاً تاریخ الاسلام والمسلمین صفحہ 19 پر لکھا جماعت المسلمین کی پہلی عید۔ اس طرح تحفہ عیدین صفحہ 24 پر لکھا ''جماعت المسلمین کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو عیدیں مقرر ہیں۔''

یہ تمام باتیں اللہ پر جھوٹ ہیں۔ قرآن یا حدیث میں کسی بھی جگہ پر ''جماعت المسلمین کی عید'' کے الفاظ نہیں البتہ ترمذی کی ایک روایت ہے اس میں **عید للمسلمین** یعنی مسلمین کی عید کے الفاظ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ:

یہ جو مسعود صاحب نے دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت المسلمین نام رکھا۔ یہ بات اپنی طرف سے گھڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی۔ کسی بھی حدیث کے الفاظ کا یہ ترجمہ نہیں۔

تمام انبیاء پر جھوٹ:

مسعود صاحب لکھتے ہیں۔ ''ہر نبی کے زمانے میں ایمان والوں کی ایک ہی جماعت ہوتی تھی۔۔۔۔۔اس جماعت کا نام ایک ہی ہوتا تھا۔'' [پمفلٹ فرقہ وارانہ ناموں کا ثبوت دو۔قسط نمبر 3 صفحہ 2]

یہ جملہ بھی اپنی طرف سے گھڑا ہے۔قرآن یا حدیث میں کہیں بھی یہ نہیں کہ ہر نبی کے دور میں جماعت کا ایک ہی نام ہوتا تھا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء پر جھوٹ بولنے کی سزا کیا ہے؟

تبدیلیاں:

1۔ مسعود صاحب پہلے کہتے تھے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکٹھا ثابت نہیں۔اب اس بارے میں خاموشی اختیار کر لی ہے۔

2۔ پہلے دعوت کے سات پوائنٹ ہوتے تھے۔اب چھ رہ گئے ہیں۔ ''اہم مقصد صرف ایک، قیام خلافت''۔ اس پوائنٹ کو اب حذف کر دیا ہے۔بعض پرانے پمفلٹوں پر ہمارا حاکم اور ہمارا امام وغیرہ کے ساتھ آخر پر یہ اہم مقصد بھی لکھا ہے۔معلوم نہیں اس اہم مقصد کو کیوں لکھنا چھوڑ دیا ہے۔

مقام نبوت پر حملہ:

مسعود صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص میری امامت کا قائل نہیں وہ غیر مسلم ہے۔
کیا مسعود کوئی نبی ہے کہ اس کو نہ ماننے سے آدمی غیر مسلم رہ جاتا ہے۔ جو شخص مسعود کی جماعت سے الگ ہو جائے، اسے یہ لوگ مرتد اور واجب القتل کہتے ہیں۔اگر چہ اس کا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہو۔تو کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ان لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کا نام اسلام نہیں بلکہ مسعود کو ماننا اسلام ہے۔کیا مسعود نے اپنے آپ کو نبی کے مقام تک نہیں پہنچا دیا۔
مسعود صاحب کا یہ بھی گمراہ کن عقیدہ ہے کہ امیر جماعت جسے چاہے جماعت سے نکال سکتا ہے۔ یعنی مسعود جسے چاہے مرتد بنا سکتا ہے۔ یہ بات اس نے اپنے ایک خط میں لکھی جو ہمارے پاس موجود ہے۔
خط کے حوالے سے ایک اور بات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔پہلی قسط میں یہ بات بتائی تھی کہ مسعود نے ترجمہ صحیح نہ کیا باوجود بتانے کے۔اس خط سے کافی عرصہ پہلے ایک اور ترجمے کی بات چل رہی تھی کہ ''امامهم'' کا ترجمہ ''اس کا امام'' کرنا غلط ہے۔ تو مسعود صاحب مان

گئے تھے کہ واقعی یہ ترجمہ تصحیح طلب ہے۔ ''ان کا امام'' کرنا چاہیئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں نے مسعود صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی۔ جب میں الگ ہوگیا تو بعد میں ایک کتاب تفسیر قرآن عزیز جلد 3 صفحہ 210 پر پھر ''اس کا امام'' ترجمہ کر دیا۔

اسی طرح ابھی چند ہفتے قبل ہفت روزہ تکبیر میں مسعود صاحب نے مدیر تکبیر کے جواب میں مضمون دیا تو پھر ترجمہ غلط کر دیا۔ اب کیا ایسے آدمی کے دھوکا باز ہونے میں کوئی شک ہے۔ جو جان بوجھ کر اور پہلے تسلیم کر کے پھر غلط ترجمہ کرتا ہے؟ مسعود صاحب نے اپنے ماننے والوں کو یہ حیلہ سکھا دیا ہے کہ جماعت اسم جمع ہے اس لئے ''اس اور ان'' دونوں ترجمے صحیح ہیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ جماعت اسم جمع ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب مضاف واحد مونث لفظی ہو اور مضاف الیہ جمع مذکر ہو اور اس کے بعد جمع مذکر کی ضمیر آئے تو کیا وہ واحد مونث کی طرف لوٹ سکتی ہے؟ کیا اس کی کوئی مثال ہے؟ اور اگر ایسی کوئی مثال مل بھی جائے تو سوال یہ ہے کہ جب آپ نے اس غلطی کو تسلیم کیا تھا تو کیا اس وقت آپ اتنے ہی نادان تھے کہ آپ کو گرائمر کا یہ کلیہ نہیں آتا تھا۔ میرے پاس وہ خط پڑا ہے جس میں مسعود صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا لیکن بعد میں پھر وہی غلط ترجمہ

زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

جب مسعود صاحب کے حامیوں کو وہ خط دکھایا جاتا ہے تو سوائے شرمندگی کے۔۔۔۔۔۔۔

جماعت المسلمین رجسٹرڈ سے علیحدگی ضروری ہے:

قارئین! آپ نے پڑھا، مسعود بی ایس سی اور اس کی بنائی ہوئی جماعت المسلمین کی حقیقت کیا ہے۔شرک، کفر، بدعت، انکار حدیث، گستاخی صحابیؓ، دھوکا بازی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا۔ یہ تمام کرتوت اس فرقے میں موجود ہیں۔اگر کسی کو اپنے دین و ایمان کی فکر ہے تو آج ہی اس گروہ سے علیحدگی اختیار کرے اور ان لوگوں کا ساتھ دے جو قرآن اور حدیث پر عمل کر رہے ہیں۔مگر یہ بات یاد رکھئے کہ اہلحدیث کہلانے کو شرک اور بدعت کہنا ایک بہت خطرناک جسارت ہے۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ اصل مقصد قرآن اور حدیث پر عمل کرنا ہے۔ اہلحدیث کہلانا اصل مقصد نہیں۔لیکن اگر کوئی اہلحدیث کہلاتا ہے تو اسے صرف اس وجہ سے مشرک اور بدعتی قرار دینا یہ ظلم ہے۔کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف نسبت کرنے سے آدمی مشرک اور بدعتی ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی محمدی، حزب اللہ، انصار السنۃ، اہل سنت، اہل حدیث، ایسی کوئی بھی اچھی نسبت رکھے تو اسے کفر اور شرک نہیں کہا جا سکتا۔عام طور پر ہم دیسی گھی کو گھی ہی کہتے ہیں۔لیکن جب نقلی دیسی گھی بھی عام ہو جائے تو پھر جو خالص دیسی گھی ہو اس کا نام خالص دیسی گھی لکھا جاتا ہے۔ یہ لوگوں کو اصل اور نقل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔جب باطل فرقے عام ہو جائیں تو اہل حق کو ان سے الگ ہونے کے لئے اپنی الگ شناخت کرانی پڑتی ہے۔ہاں وہ نسبت غلط ہے جو اسلام کی غلط ترجمانی کرے۔ جیسے حنفی شافعی وغیرہ کیونکہ ان میں اسلام کو ایک امتی سے منسوب کیا گیا ہے یا جیسے بریلوی، دیوبندی ان میں اسلام کو علاقے سے منسوب کیا گیا ہے۔اہل حدیث میں ایسا کوئی غلط معنیٰ نہیں۔

اس لئے جماعت المسلمین رجسٹرڈ سے تعلق رکھنے والے ہر آدمی سے میری یہی گزارش ہے کہ اللہ

کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیق کریں اور مرکز الدعوۃ والارشاد لاہور کے پتے پر خط لکھ کر حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مسعود صاحب کی بات اور اس کی تحقیق کو حرف آخر سمجھنا یہ تقلید ہے۔ بعض لوگوں کو منع کر دیا گیا ہے کہ تم نے کفایت اللہ سے بات نہیں کرنی کیونکہ وہ مرتد ہے۔ یہ بھی صرف اس لئے کہ کہیں لوگوں کو حقیقت کا علم نہ ہو جائے۔ الحمد اللہ بعض مقامات سے کئی لوگ اس فرقے کو چھوڑ چکے ہیں۔

بعض لوگوں کو شک ہے کہ کفایت اللہ ضلع سرگودھا کا کبھی امیر نہیں رہا۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ کراچی سے تسلی کرلیں ورنہ ہمیں مجبوراً کراچی مرکز سے آئے ہوئے خطوط کا مجلّہ الدعوۃ میں عکس دینا پڑے گا۔ اے اللہ کے بندو! تحقیق کرو اور ایک شخص کی باتوں کو آسمانی فیصلہ نہ سمجھ لو۔ یہی سوچ لو کہ ہوسکتا ہے مسعود صاحب کو غلطی لگی ہو۔ کیا وہ اللہ ہے جس کو غلطی نہ لگ سکے؟ یہ بات جو لکھی گئی ہے کہ فرقوں سے الگ ہونے کا معنی یہ ہے کہ ایسے گروہوں سے الگ رہا جائے جو خلافت کا لالچ رکھتے ہوں۔ اس مفہوم کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص کسی عہدہ کا طلب گار ہو یا اس کا لالچ رکھے اس کو عہدہ نہیں دیا جائے گا اور مسعود نہ صرف خلیفہ بننے کا لالچی ہے بلکہ وہ تو خلیفہ بننے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ [پمفلٹ امیر کی اطاعت صفحہ 22,23]

ایک حدیث میں جنتی گروہ کو بھی الجماعتہ کہا گیا ہے۔ اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں جماعت سے مراد جنتی گروہ لیا جائے تو پھر بھی مسعود کی جماعت حق پر نہیں کیونکہ جس گروہ میں کفر، شرک، بدعت، انکار حدیث ہو کیا وہ جنتی گروہ ہے؟؟؟

وما علینا الا البلاغ